خلافت نمبر

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

شبیہ مبارک سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جلد ۱۷ شمارہ ۵	الفرقان مئی ۱۹۶۷ء — خلافت نمبر	صفر المظفر ۱۳۸۷ ہجری قمری ہجرت ۱۳۴۶ ہجری شمسی

الفہرست

مضمون	مصنف	صفحہ
• حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات	ص۲
• حضرت امام مہدی کا مقصدِ بعثت تکمیل اشاعت دین ہے	ایڈیٹر	ص۳
• خلافتِ راشدہ کے سات امتیازات	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے قلم مبارک سے	ص۶
• نبوت کے فیوض کو خلافت کے ذریعہ دوام حاصل ہوتا ہے	افادات حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا	ص۸
• خلافتِ راشدہ کی عظیم برکات (حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید کے ارشادات)	ایڈیٹر	ص۹
• الخلافة الاسلامية الاحمدية (نظم)	جناب مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری	ص۱۵
• خلافت کا بابرکت نظام	جناب مولانا دوست محمد صاحب شاہد	ص۱۷
• بقائے عزتِ انسان خلافت کی بقا پر ہے (نظم)	جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم اے	ص۲۴
• خلافت کی اہمیت	جناب مولانا محمد صادق صاحب فاضل سماٹری	ص۲۵
• مقامِ خلافت اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے ارشادات	جناب مولوی محمد یار صاحب عارف	ص۲۶
• خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت	جناب چودھری محمد صدیق صاحب ایم۔اے	ص۳۱
• آیت استخلاف اور غیر مامور خلفاء	جناب شیخ مبارک احمد صاحب فاضل	ص۴۰
• خلافت کا انعام اور ہماری ذمہ داریاں	جناب مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا	ص۴۳
• انجمن کی جانشینی کا مفہوم	ایڈیٹر	ص۴۷
• حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٖ کے حضور (نظم)	جناب امین اللہ خان صاحب سالک	ص۴۸
• حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا آسمانی خطاب "صادق"	جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد	ص۴۹
• اسلام میں خلافت کا نظام	سیّدی حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ	ص۵۱
• خلافت کے متعلق غیر مبایعین کا غیر اسلامی موقف	ایڈیٹر	ص۵۴

ضروری اعلان

یہ خلافت نمبر صرف ماہِ مئی کا رسالہ ہے۔ جون کا شمارہ انشاء اللہ مقررہ وقت پر اوائل جون کو علیحدہ شائع ہوگا۔ پہلے خیال تھا کہ خلافت نمبر ماہِ مئی و جون کا اکٹھا نمبر ہو اسی لئے بعض کاپیوں کے اوپر مئی جون لکھا گیا ہے مگر جماعتی ضرورتوں کے پیشِ نظر نیز اسلئے کہ قارئین کرام کو زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑے اب فیصلہ کیا گیا ہے کہ جون کا نمبر علیحدہ شائع ہوگا۔ احباب مطلع رہیں۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

سالانہ چندہ ۶ روپے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

خلافتِ راشدہ کے دورِ اوّل کے پہلے خلیفہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ :-

"وَمِنْ حَسَنَاتِ الصِّدِّيْقِ وَمَزَايَاهُ الْخَاصَّةِ اَنَّهُ خُصَّ لِمُرَافَقَةِ سَفَرِ الْهِجْرَةِ وَجُعِلَ شَرِيْكَ مَضَائِقِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ وَاَنِيْسَهُ الْخَاصَّ فِيْ بَاكُوْرَةِ الْمُصِيْبَةِ لِيَثْبُتَ تَخَصُّصُهُ بِمَحْبُوْبِ الْحَضْرَةِ وَسِرُّ ذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ كَانَ يَعْلَمُ بِاَنَّ الصِّدِّيْقَ اَشْجَعُ الصَّحَابَةِ وَمِنَ التُّقَاةِ وَاَحَبُّهُمْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنَ الْكُمَاةِ وَكَانَ فَانِيًا فِيْ حُبِّ سَيِّدِ الْكَائِنَاتِ وَكَانَ اعْتَادَ مِنَ الْقَدِيْمِ اَنْ يَمُوْنَهُ وَيُرَاعِيَ شُؤُوْنَهُ فَاَسْلٰى بِهِ اللّٰهُ نَبِيَّهُ فِيْ وَقْتٍ عَبُوْسٍ وَعَيْشٍ بُؤُوْسٍ وَخُصَّ بِاسْمِ الصِّدِّيْقِ وَقُرْبِ نَبِيِّ الثَّقَلَيْنِ وَاَفَاضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ خِلْعَةَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ وَجَعَلَهُ مِنَ الْمَخْصُوْصِيْنَ"

(سرّ الخلافہ از روحانی خزائن ص ۳۳۸)

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی خوبیوں اور مخصوص فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کو ہجرت کے سفر میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیقِ خاص بنایا گیا اور حضورؐ کی مشکلات میں آپ کو حضورؐ کے ساتھ شریک کیا گیا اور ہر مصیبت کے وقت آپ کو حضورؐ کا انیسِ خاص رکھا گیا تاکہ آپ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تعلق ثابت ہو سکے۔ اس میں یہ راز مضمر ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ جانتا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سب صحابہ میں سے زیادہ جری اور متقی اور بہادر ہیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین صحابی ہیں۔ وہ حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا تھے اور ابتداء سے ہی آپؐ کی مدد کرنے اور جملہ کاموں میں آپؐ کے ہر طرح معاون و مددگار رہنے کے عادی تھے پس آپؐ کے وجود کو اللہ تعالیٰ نے مشکل اور تنگ وقتوں میں تسلی کا موجب بنایا۔ آپ صدیق کے نام سے موسوم ہوئے اور جن و انس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب خاص سے مخصوص کئے گئے اور آپؓ کو غارِ ثور میں ثَانِيَ اثْنَيْنِ ہونے کی خلعت عطا فرمائی اور حضورؐ کا خاص الخاص محبّ آپؓ کو بنایا۔"

ادارِیہ

حضرت امام مہدیؑ کا مقصدِ بعثت تکمیلِ اشاعتِ دین ہے

اِس کام کے لئے خلافتِ راشدہ ضروری ہے

رسالہ الوصیّۃ میں نظامِ وصیّت اور نظامِ خلافت کا بیان ہے!

خلافتِ راشدہ کا دَور نبوّت کا تتمہ ہوتا ہے اور اس کا قیام انہی اغراض و مقاصد کے لئے ہوتا ہے جو نبوّت کے اغراض و مقاصد ہوتے ہیں۔ گویا خلافت نبوّت کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہے، اور نبی کی تخم ریزی کی حفاظت و آبیاری کے لئے اللہ تعالیٰ خلفاء کو مقرر فرماتا ہے۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امّت کے آخری دَور میں مسیح موعود و مہدی معہود کی بعثت کی بشارت دی ہے۔ بگڑی ہوئی امّت کی اصلاح کیلئے مسیحا کا آنا ضروری تھا اور قوموں کی ہدایت و رہنمائی کی غرض سے مہدی کی بعثت ضروری تھی۔ یہ دونوں نام آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والی عظیم شخصیت کے کام کے دو بڑے پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے تکمیلِ دین کا اعلان فرمایا جیسا کہ آیتِ کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ سے ظاہر ہے۔ تکمیلِ اشاعتِ دین کیلئے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کی بعثت مقرر فرمائی۔ اور یہ بعثت درحقیقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بعثتِ ثانیہ ہے۔ اُمّتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ تکمیلِ اشاعتِ دین مسیح اور مہدی کے زمانہ میں مقدر ہے۔ جملہ مفسّرین نے اسے تسلیم کیا ہے۔ حضرت سیّد محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ نے بھی لکھا ہے کہ:-

"ازانجملہ بعض مواعید کا ایفاء ہے کہ حق جل و علا نے اپنے رسول کو ان سے موعود فرمایا پس ان میں سے بعض کا ایفاء پیغمبرؐ کے ہاتھ سے ہوا اور بعض کی آپؐ کے نائبوں کے ہاتھ سے تکمیل ہوئی چنانچہ ارشاد ہے:-

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (توبہ وغیرہ)

وہ ذات پاک وہ ہے جس نے اپنے
رسول کو ہدایت اور دین حق کے
ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب ادیان سے
ممتاز کر دے۔
اور یہ بات ظاہر ہے کہ ظہور دین
کی **ابتدا** پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ میں ہوئی اور اس کی **تکمیل**
حضرت مہدی علیہ السلام کے
ہاتھ سے ہوگی اور ایسا ہی قیصر
کسریٰ اور ان کے خزائن کی ہلاکت
تباہی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو اس کا وعدہ دیا گیا تھا مگر ظہور اس
کا **خلفائے راشدین** سے واقع ہوا۔"
(منصب امامت ص۷۶)

گویا ظہور دین کی **تکمیل** حضرت مہدی علیہ السلام کا کام ہے۔
پھر اسی سلسلہ میں حضرت سید محمد اسمٰعیل صاحب شہید لکھتے ہیں:-

"یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت مہدی
علیہ السلام کی خلافت' **خلافت راشدہ**
سے **افضل انواع** میں سے ہوگی۔
یعنی وہ خلافت منتظمہ محفوظہ ہوگی۔"
(منصب امامت ص۸۵)

گویا امام مہدی علیہ السلام کا کام تکمیل اشاعت دین
ہے اور اس کے لئے ویسا ہی سلسلۂ خلافت راشدہ
ضروری ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
بعثت اولیٰ کے بعد قائم ہوا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ
الوصیت میں **تکمیل اشاعت دین کے پروگرام**
کو جماعت کے سامنے رکھتے ہوئے فرمایا کہ:-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام
روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں
آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔
ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید
کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد
پر جمع کرے یہی **خدا تعالیٰ کا مقصد ہے**
جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس
مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق
اور دعاؤں پر زور دینے سے۔" (الوصیت)

اس عظیم پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حضرت
مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کے سامنے اوّل تو
نظام وصیت کو پیش فرمایا تا تمام مخلص احمدی مرد اور
عورتیں اپنے اموال کا کم از کم **دسواں حصہ** اشاعت دین
میں خرچ کرتے رہیں اور نیکی و تقویٰ کی زندگی بسر کر کے
جنت کے وارث ہوں۔ **دوسرے** آپ نے افراد
جماعت کو یہ عظیم **بشارت** دی کہ میرے بعد بھی اللہ تعالیٰ
اسی طرح جماعت کو سنبھالنے کے لئے **سلسلہ خلافت**
کو قائم فرمائیگا جیسا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے وصال کے بعد **خلافت** کو قائم کیا تھا۔
تحریر فرماتے ہیں:-

"پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے
خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔" (الوصیت ص۶)

پس ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن **تکمیلِ اشاعتِ دین** ہے اور یہی امر قرآن مجید، احادیثِ نبویہ اور بزرگانِ امت کے اقوال سے مبرہن ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی کو اپنا **مقصدِ بعثت** قرار دیا ہے۔ اس مقصد کے پورا ہونے کے لئے ایک تو جماعت کی مسلسل مالی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ **دوسرے** اس کے لئے نظامِ خلافت کی ضرورت ہے جس کے ماتحت افرادِ جماعت کی جانوں اور وطنوں کی قربانیوں کے ذریعہ اکنافِ عالم تک اسلام کا پیغام پہنچایا جائے، ادیانِ باطلہ پر اتمامِ حجت ہو، اسلام کی آغوش میں آنے والے نومسلموں کی روحانی تربیت کی جائے۔ یہ کام خلافت راشدہ کے نظام کے ذریعہ ہی سرانجام پا سکتے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافتِ راشدہ کا قیام از بس لازمی تھا۔ اس کے بغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ہرگز پورا نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ کو **نعمتِ خلافت** سے نوازا اور ۲۷ مئی **۱۹۰۸ء** کے تاریخی دن میں اجماعی طور پر جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ منتخب ہو گئے۔ آپ کے بعد بھی یہ نعمتِ خداوندی جماعت احمدیہ کے شاملِ حال رہی اور خلیفہ دوم حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلیفہ ثالث حضرت میرزا ناصر احمد ایدہ اللہ بنصرہ جماعت احمدیہ کی قیادت فرما رہے ہیں اور تکمیلِ اشاعتِ دین کے **بنیادی مقصد** کو زیادہ سے زیادہ پورا کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور غیر معمولی فتوحات سے نوازے۔ آمین ثم آمین +

(ابوالعطاء)

خلافتِ راشدہ کے سات امتیازات

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے قلم سے)

[۱۹۵۲ء میں الفرقان کے خلافت نمبر کی اشاعت کے وقت میں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا تھا کہ:-

"اسلامی خلافتِ راشدہ کی وہ کونسی علامتیں ہیں جن سے وہ ممتاز ہوتی ہے اور اس میں اور باقی تمام اقسامِ اقتدار، ملوکیت وغیرہ میں کھلے طور پر فرق کیا جا سکتا ہے؟

حضور رضی اللہ عنہ نے اُسوقت اِس سوال کا جو جواب رقم فرمایا تھا اسے درج ذیل کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)]

"اسلام میں خلافتِ راشدہ کے مجموعی امتیازات سات ہیں:-

اوّل۔ انتخاب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا۔ یہاں امانت کا لفظ ہے لیکن ذکر چونکہ حکومت کا ہے اسلئے امانت سے مراد امانتِ حکومت ہے۔ آگے طریقِ انتخاب مسلمانوں پر چھوڑ دیا۔ چونکہ خلافت اُس وقت سیاسی تھی مگر اسکے ساتھ مذہبی بھی۔ اسلئے دین کے قائم ہونے تک اُس وقت کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انتخاب صحابہ کریں کہ وہ دین اور دیندار کو بہتر سمجھتے تھے ورنہ ہر زمانہ کے لئے طریقِ انتخاب الگ ہو سکتا ہے۔ اگر خلافت صحابہؓ کے بعد چلتی تو اس پر بھی غور ہو جاتا کہ صحابہؓ کے بعد انتخاب کس طرح ہؤا کرے۔ بہرحال خلافت انتخابی ہے اور انتخاب کے طریق کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔

دوم۔ شریعت خلیفہ پر اُوپر سے شریعت کا دباؤ ہے وہ مشورہ کو رد کر سکتا ہے مگر شریعت کو

رد نہیں کر سکتا۔ گویا وہ کانسٹی ٹیوشنل ہیڈ
ہے، آزاد نہیں۔

سوم۔ شوریٰ۔ اوپر کے دباؤ کے علاوہ نیچے کا
دباؤ بھی اس پر ہے یعنی اسے تمام اہم امور
میں مشورہ لینا اور جہاں تک ہو سکے اسکے
ماتحت چلنا ضروری ہے۔

چہارم۔ اندرونی دباؤ یعنی اخلاق۔ علاوہ شریعت
اور شوریٰ کے اس پر نگران اسکا وجود بھی ہے
کیونکہ وہ مذہبی پیشوا بھی ہے اور نمازوں کا امام بھی۔
اس طرح اسکا دماغ اور شوریٰ دباؤ اور نگرانی
بھی اسے راہِ راست پر چلانے والا ہے جو خاص
سیاسی منتخب یا غیر منتخب حاکم پر نہیں ہوتا۔

پنجم۔ مساوات خلیفۂ اسلامی انسانی حقوق میں مساوی
ہے جو دنیا میں اور کسی حاکم کو حاصل نہیں وہ اپنے حقوق
عدالت کے ذریعہ سے لے سکتا ہے اور اس سے بھی
حقوق عدالت کے ذریعہ سے لئے جا سکتے ہیں۔

ششم۔ عصمتِ صغریٰ۔ عصمتِ صغریٰ اسے حاصل
ہے یعنی اسے مذہبی مشین کا پرزہ قرار دیا گیا ہے
اور وعدہ کیا گیا ہے کہ ایسی غلطیوں سے
اسے بچایا جائیگا جو تباہ کن ہوں اور خاص
خطرات میں اسکی پالیسی کی اللہ تعالیٰ تائید
کریگا اور اسے دشمنوں پر فتح دیگا۔ گویا وہ
مؤیّد من اللہ ہے اور دوسرا کسی قسم کا
حاکم اس میں اس کا شریک نہیں۔

ہفتم۔ وہ سیاسیات سے بالا ہوتا ہے اسلئے
اس کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہو سکتا۔
وہ ایک باپ کی حیثیت رکھتا ہے اس
کے لئے کسی پارٹی میں شامل ہونا یا اسکی طرف
مائل ہونا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ
إِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ
یعنی جب ایسے شخص کا انتخاب ہو تو اس کا
فرض ہے کہ وہ کامل انصاف سے فیصلہ
کرے کسی ایک طرف خواہ شخصی ہو یا قومی
ہو نہ جھکے" ؛

نبوّت کے فیوض کو خلافت کے ذریعہ دوام حاصل ہوتا ہے

(رقم فرمودہ حضرت اُمّ المؤمنین سیدہ نصرت جہان بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

[رسالہ فرقان (قادیان) کا مارچ ۱۹۴۳ء میں خلافت نمبر شائع ہوا تھا۔ اس وقت حضرت اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جو پیغام جماعت احمدیہ کے نام دیا تھا اور جو اُس خاص نمبر میں شائع ہوا تھا ہم اُسے ذیل میں پھر شائع کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ پیغام ایک دائمی صداقت پر مشتمل ہے ——— (ایڈیٹر)]

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ "فرقان" کا ایک خلافت نمبر شائع ہو رہا ہے اور مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ اس موقع پر مَیں بھی جماعت کے نام کوئی پیغام دوں۔ اس کے جواب میں مَیں اپنی پیاری جماعت سے صرف اس قدر کہنا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر جمع کر رکھا ہے اور اسے حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کی تکمیل اور مضبوطی کا واسطہ بنایا ہے۔ پس اس کی قدر کرو۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس کے ذریعہ آپ لوگ نبوّت کے انعاموں کو اپنے لئے لمبا بلکہ دائمی بنا سکتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے موجودہ خلیفہ اور میرے پیارے بچے محمود اور اس کے بھائیوں اور بہنوں اور اُن کی اولاد کے لئے بھی خاص طور پر دُعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں کو لمبا کرے اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدمتِ دین کی توفیق دے کہ اسی میں میری ساری خوشی ہے۔ فقط والسّلام

اُمّ محمود

قادیان

۱۴/۲/۱۹۴۳

خلافتِ راشدہ کی عظیم برکات

خلفاءِ راشدین کی اطاعت کس طرح کرنی چاہیئے؟

حضرت مولانا سیّد محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کے ۱۲ ارشادات

[حضرت سید محمد اسمٰعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ نے ایک کتاب **منصب امامت** کے نام سے فارسی زبان میں تحریر فرمائی تھی جس کا اُردو ترجمہ گیلانی پریس لاہور سے ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا ہے۔ حضرت شہید مرحوم نے اس کتاب میں خلفاء راشدین اور خلافتِ راشدہ کے بارے میں بھی بہت مفید تصریحات فرمائی ہیں۔ قارئین کی سہولت کے لئے ہم ذیل میں متعلقہ حوالہ جات اردو ترجمہ منصب امامت سے بطور اقتباس درج کرتے ہیں۔ صرف عنوان ہمارے ہیں۔ مسئلہ خلافت کے بارے میں یہ حوالہ جات بہت اہمیت رکھتے ہیں ——— (ایڈیٹر)]

(۱) خلافتِ راشدہ کے ظہور کے لئے دُعائیں کی جائیں۔

"نزولِ نعمتِ الٰہی یعنی ظہورِ خلافتِ راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہیئے اور ہمیشہ مجیب الدعوات سے طلب کرتے رہنا چاہیئے اور اپنی دعا کی قبولیت کی اُمید رکھنا اور خلیفۂ راشد کی جستجو میں ہر وقت ہمت صرف کرنا چاہیئے شاید کہ یہ نعمتِ کاملہ اسی زمانہ میں ظہور فرماوے اور خلافتِ راشدہ اسی وقت ہی جلوہ گر ہو جائے۔ (منصب امامت ص۳)

(۲) خلافتِ راشدہ کا دوبارہ قیام ضروری ہے

"جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت

سے کوئی موج سربلند ہوتی ہے
اور ائمۂ ہدیٰ میں سے کسی امام
کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ
کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے
تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز
کر دیتی ہے اور وہی امام
اس زمانہ کا خلیفۂ راشد ہے
اور وہ جو حدیث میں وارد ہے
کہ خلافتِ راشدہ کا زمانہ
رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے بعد تیس سال تک ہے
اس کے بعد سلطنت ہوگی ۔
اس سے مراد یہ ہے کہ خلافتِ
راشدہ متصل اور تواتر
طریق پر تیس سال تک رہیگی
اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ
قیام قیامت تک خلافت
راشدہ کا زمانہ وہی تیس
سال ہے اور بس بلکہ حدیث
مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ
خلافت راشدہ تیس سال
گزرنے کے بعد منقطع ہوگی نہ
یہ کہ اس کے بعد پھر خلافت
راشدہ کبھی عود ہی نہیں کر سکتی
بلکہ ایک دوسری حدیث خلافتِ
راشدہ کے انقطاع کے بعد
پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے"
(منصبِ امامت صـ۴۲)

(۳) خلافتِ راشدہ نعمتِ ربّانی ہے

"امامتِ تامہ کو خلافتِ راشدہ
خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور
خلافتِ رحمت بھی کہتے ہیں ۔
واضح ہو کہ جب امامت کا
چراغ شیشۂ خلافت میں جلوہ گر
ہوا تو نعمتِ ربّانی بنی نوع
انسان کی پرورش کے لئے کمال
تک پہنچی اور کمال روحانی بھی
رحمتِ ربّانی کے کمال کے ساتھ
نورٌ علیٰ نور آفتاب کی مانند
چمکا" (منصبِ امامت صـ۴۹)

(۴) خلیفہ راشد سب کا مطاع ہے

"خلیفۂ راشد رسول کے فرزند
ولیعہد کی بجائے اور دوسرے
آئمہ دین بمنزلہ دوسرے بیٹوں
کے ہیں جیسا کہ تمام فرزندوں
کی سعادتمندی کا تقاضا یہی ہے
کہ جس طرح وہ مراتب پاسداری
وخدمت گزاری اپنے باپ

کے حق میں ادا لاتے ہیں وہ تمام اپنے باپ کے جانشین بھائی سے بجا لائیں اور اسے اپنے باپ کی جگہ شمار کریں اور اس کے ساتھ مشارکت کا دم نہ بھریں۔" (منصب امامت ص۹۳)

(۵) خلیفۂ راشد کی شان و عظمت کا بیان

"خلیفۂ راشد سایۂ رب العالمین ہمسایۂ انبیاء مرسلین، سرمایۂ ترقی دین اور ہم پایۂ ملائکہ مقربین ہے۔ دائرۂ امکان کا مرکز، تمام وجوہ سے باعث فخر اور ارباب عرفان کا افسر ہے۔ دفتر افراد انسی کا سرہے اس کا دل تجلی رحمٰن کا عرش اور اس کا سینہ رحمت وافرہ اور اقبال جلالت یزداں کا برقہ ہے۔ اس کی مقبولیت جمال ربانی کا عکس ہے۔ اس کا قہر تیغ قضا اور رہبر عطیات کا منبع ہے۔ اس سے اعراض معارضۂ تقدیر اور اس سے مخالفت مخالفت رب قدیر ہے۔ جو کمال اکی خدمتگزاری میں صرف نہ ہو خیال ہے پُر از خلل۔ اور جو علم اس کی تعظیم و تکریم کے بیان میں نہ لایا گیا سراسر وہم باطل و محال ہے جو صاحب کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکت حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔ اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی اطاعت میں مبذول رہیں، اس کی ہمسری کے دعوی سے دستبردار رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار کریں۔" (منصب امامت ص۵۶)

(۶) خلیفۂ وقت اور دیگر بزرگان ملت کی حیثیت کا ذکر۔

"امام، رسول کے سعادتمند فرزند کی مانند ہے اور تمام اکابر امت و بزرگان ملت ملازموں اور خدمتگاروں اور جاں نثار غلاموں کی مانند ہیں۔ پس جس طرح تمام اکابر سلطنت و ارکان مملکت کے لئے شہزادہ والا قدر کی تعظیم ضروری اور اس

سے توسل واجب ہے اور
اس سے مقابلہ کرنا نمک حرامی
کی علامت اور اس پر
مفاخرت کا اظہار بدانجامی
پر دلالت کرتا ہے ایسا ہی
ہر صاحب کمال کے حضور میں
تواضع اور تذلل سعادت
دارین کا باعث ہے اور
اس کے حضور میں اپنے علم
و کمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں
جہان کی شقاوت ہے۔ اس
کے ساتھ یگانگت رکھنا رسول
سے یگانگت ہے اور اس
سے بیگانگی ہو تو خود رسول
سے بیگانگی ہے۔"

(منصب امامت ص۸۳)

(۷) خلیفۂ راشد سے بحث و جدال جائز نہیں۔

"لازم ہے کہ احکام کے
اجراء اور مہمات کا انجام
امام کے سپرد کیا جائے اور
اس سے قیل و قال اور
بحث و جدال نہ کیا جائے
نہ کیا جائے۔ اس کے حضور
میں زبان کو بند رکھیں اور اپنی
رائے سے سرانجام مقدمات
میں دخل نہ دیں اور کسی طرح
بھی اس کے سامنے استقلال
کا دم نہ ماریں۔"

(منصب امامت ص۹۲)

(۸) خلیفۂ وقت کے فیصلہ کی قطعیت کا بیان

"جس وقت مواضع اختلاف
اور مسائل اجتہادیہ میں امام
کا حکم دو جانب میں سے ایک
جانب متوجہ ہو تو ہر مجتہد، مقلد،
عالم، عامی، عارف اور غیر عارف
پر واجب العمل ہوگا کسی کو اس
کے ساتھ اپنے اجتہاد یا مجتہدین
سابقین کے اجتہاد یا اپنے
الہام یا شیوخ متقدمین کے
الہام سے تعرض نہیں ہو سکتا۔
جو کوئی حکم امام کے مخالف
کرے اور مذکورۃ الصدر
امور کے خلاف تمسک کرے
تو بے شک عنداللہ عاصی اور
اس کا عند رب العالمین انبیائے
مرسلین اور محققین اور علماء

کے حضور میں قابل قبول نہ ہوگا اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ اہلِ اسلام سے کسی کو اس کے ساتھ اختلاف نہیں ہے۔"

(منصبِ امامت صفحہ ۹۵)

(۹) خلیفۂ وقت کا حکم واجب الاتّباع اور اصولِ دین سے ہے۔

"شرع مجموعہ کتاب اللہ و سنّتِ رسول اور احکامِ خلیفۃ اللہ سے مستفاد شدہ امور سے مراد ہے۔ پس جیسا کہ کتاب و سنّت اصولِ دینِ متین سے ہے ایسا ہی حکمِ امام بھی ادلّۂ شرعِ مبین سے ہے اور جس طرح سنّت کو کتاب اللہ سے دوسرا درجہ حاصل ہے ایسا ہی حکمِ امام سنّتِ رسول سے دوسرے درجہ پر ہے۔ پس اصل کتاب اللہ ہے اور اسے واضح کرنے والی سنّتِ نبوی اور اس کا مبیّن امام ہے۔ کتاب اللہ پر ایمان سب سے اوّل ہے اور ایمان بالرسول بعدہ اور خلیفۃ اللہ پر یقین تیسرے درجہ پر ہے۔ ..... اسی بناء پر علماءِ امّت نے اطاعتِ امام کو غیر مخصوصہ مقام میں صحتِ قیاس پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اس کی اطاعت کو باوجود اس کے ضعیف قیاس کے بھی واجب جانا ہے اور اس کے مخالف کو اگرچہ اس کا قیاس امام کے قیاس سے اظہر اور قوی ہو جائز نہیں رکھا اور اس میں راز یہی ہے کہ اس کا حکم بذاتہٖ اصولِ دین سے ایک اصل ہے اور ادلّۂ شرعیہ سے ایک دلیل ہے جو صحیح قیاس سے قوی ہے۔"

(منصبِ امامت صفحہ ۹۱)

(۱۰) قربِ خداوندی کے لئے خلیفۂ وقت کی اطاعت ضروری ہے

"امامِ وقت سے سرکشی اور روگردانی اس کے ساتھ گستاخی ہے اور اس کے ساتھ بلکہ خود رسول کے ساتھ ہمسری ہے اور مخفی طور پر خود ربّ العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا

منصب عطا ہوا۔ الغرض اسکے
توسل کے بغیر تقرب الٰہی محض خلل
اور وہم ہے اور ایک خیال
ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔
بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیاہ گردد ورق
(منصب امامت صہ)

(۱۱) خلیفۂ وقت کا مقصد محض حصول رضائے حق ہے۔

"بنائً علیہ جس وقت ایسا
شخص منصب خلافت کو پہنچتا
ہے تو ابواب سیاست میں
محض خدا کے بندوں کی اصلاح
اور نیابت رسول اللہ کے حقوق
کی ادائیگی میں مشغول رہتا ہے
اپنے نفع کے حصول کی آرزو
اس کے دل میں نہیں گزرتی اور
نہ کسی کے ضرر کا غبار اس کے
دامن تک پہنچتا ہے اور اطاعت
ربانی میں ہوائے نفس کی مشارکت
کو شرک جانتا ہے اور کسی مقصد
کا حصول سوائے رضائے
حق کے اپنے دل کی خالص منزل
کے لئے جنس کثافت خیال

کرتا ہے۔ اسے بندگان خدا
کی تربیت کے سوا نہ کچھ ظاہر
میں مطلوب ہے اور نہ باطن میں
مرغوب ہے۔"
(منصب امامت صہ۹)

(۱۲) امامت کے ظلی رسالت ہونے کا مفہوم

"امامت ظلی رسالت ہے۔
بناء اس کی اظہار پر ہے نہ کہ
اخفاء پر۔ برخلاف ولایت
کے۔ پس جیسا کہ منازل و وجاہت
اور مقامات کا دعویٰ اور
معاملات ربانی و کشف و
اسرار روحانی کا بیان ارباب
ولایت کے حق میں مظنہ سلب
و زوال ہے اسی طرح ان کے
حق میں ترقی و کمال کا باعث
ہے۔" (منصب امامت صہ۱۴)

اطلاع

ماہنامہ الفرقان خلافت نمبر ماہ مئی اور جون کا رسالہ ہے۔ اسکے صفحات میں مجبوراً کچھ کمی رہ گئی ہے انشاء اللہ ماہ جولائی کے رسالہ میں صفحات زیادہ ہوں گے احباب مطلع رہیں ——— (مینجر الفرقان ربوہ)

الخلافۃ الاسلامیۃ الاحمدیۃ

(نتیجہ فکر جناب مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری - ربوہ)

خلافت نورِ ربّ العالمیں ہے　　خلافت ظلِّ ختم المرسلیں ہے
خلافت حرزِ جانِ مومنیں ہے　　خلافت دیں کا اک حصنِ حصیں ہے
خلافت پرتوِ مہرِ مبیں ہے　　خلافت رونقِ گلزارِ دیں ہے
خلافت ماحیٔ اعدائے دیں ہے　　خلافت حامیٔ شرعِ متیں ہے
خلافت پاسبانِ مومنیں ہے　　خلافت ہی سے شانِ مومنیں ہے
خلافت باعثِ تہذیبِ انساں　　خلافت کشورِ حق کی امیں ہے
خلافت زینتِ مہرِ نبوّت　　خلافت ایک تابندہ نگیں ہے
خلافت محرمِ انوارِ قرآں　　خلافت کاشفِ اسرارِ دیں ہے
خلافت سے جو رکھتا ہے عداوت　　وہ پیروکارِ شیطانِ لعیں ہے
خلافت سے سدا وابستہ رہنا　　ہمارا عین فرضِ اوّلیں ہے
خلافت مخزنِ عرفان و حکمت　　خلافت درسگاہِ علمِ دیں ہے
خلافت وحدتِ ملّت کی ضامن　　خلافت لائقِ صد آفریں ہے
خلافت ملّتِ بیضا کے حق میں　　حصارِ امن و ایمان و یقیں ہے
خلافت کا یہ فیضِ عام لیکن　　بفیضِ "رحمۃٌ للعالمیں" ہے

کیا ہے متحد قوموں کو جس نے ۔۔۔ مرے ہمدم یہ وہ حبلِ متیں ہے

چمکتا ہے جہاں نورِ محمدؐ ۔۔۔ رُخِ اسلام کی یہ وہ جبیں ہے

چمن میں پھر بہار آتی ہے جس سے ۔۔۔ یہ وہ سرچشمۂ ماءِ معیں ہے

یہ ہے زندہ نشاں زندہ خدا کا ۔۔۔ یہ بیشک "آیۃٌ للعالمیں" ہے

اٹھے اے منکرِ حق و صداقت ۔۔۔ خلافت پر عبث تو نکتہ چیں ہے

مقابل پر ہمارے لا کے دکھلا ۔۔۔ نظام ایسا اگر دیکھا کہیں ہے

ہوئی کافور جس کے دم سے ظلمت ۔۔۔ وہ شمعِ نور ربوہ میں مکیں ہے

مسیحِ پاک کا "فرزندِ خاص" ۔۔۔ بفضلِ حق امیرالمومنیں ہے

خلیفہ ناصرِ دینِ محمدؐ ۔۔۔ امامِ وقت کا اب جانشیں ہے

انہیں حاصل ہے تائیدِ سماوی ۔۔۔ خدا ان کا مددگار و معیں ہے

رہیگا دینِ حق غالب جہاں میں ۔۔۔ یہ انکا اور جماعت کا یقیں ہے

یہی مقصد ہے ان کی زندگی کا ۔۔۔ یہی اک کام ہر دم دلنشیں ہے

حقوق اللہ سدا مدِّ نظر ہیں ۔۔۔ برائے خلق با خندہ جبیں ہے

ہے جان و مال سب وقفِ رہِ دیں ۔۔۔ کلام ان کا بڑا کیف آفریں ہے

بڑا خودبیں و خودسر ہے وہ انساں ۔۔۔ خلافت پر جسے ایماں نہیں ہے

خلافت کے مناقب پر یہ صدّیقؔ

کلامِ خاکسار و کمتریں ہے

خلافت کا بابرکت نظام

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے رُوح پرور اور مقدس کلمات کی روشنی میں

(مکرم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اسلام کے جن بنیادی مسائل کے بارے میں اپنے ذاتی مشاہدات اور قلبی واردات کی بناء پر روشنی ڈالی ہے ان میں سرفہرست مسئلۂ نبوت اور اس کے بعد مسئلۂ خلافت ہے اور جس طرح کثرتِ وحی اور کثرتِ امورِ غیبیہ کے باعث نبی کا نام پانے کے لئے اُمت میں آپؑ ہی ایک فرد مخصوص نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ان مسائل کی طرف راہ نمائی کے اعتبار سے بھی آپؑ کی شخصیت ایک ممتاز اور منفرد شان میں جلوہ گر ہے۔ اور ایسا ہونا اس لئے بھی ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان "ثمّ تکون الخلافۃ علیٰ منہاج النبوّۃ[1] (مشکوٰۃ) کے مطابق "خلافت علیٰ منہاج النبوۃ" کا سنہری دور آپ کے مبارک زمانہ ہی سے وابستہ کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نظام خلافت اور اس کے مختلف پہلوؤں پر اس شان سے روشنی ڈالی ہے کہ دن چڑھا دیا ہے یہی نہیں حضور نے عالم اسلام کو یہ عظیم الشان بشارت بھی دی ہے کہ اسلام میں سلسلہ استخلاف دائمی ہے جو قیامت تک رہے گا انشاء اللہ۔

اس حقیقت کے ثبوت میں حضور علیہ السلام کے بعض نہایت اہم فرمودات و ملفوظات بطور نمونہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو زندگی کے آخری سانس تک نظام خلافت سے وابستہ رہنے کی توفیق بخشے اور اپنے فضل و رحم کے ساتھ ہمیشہ ہی اس بابرکت اور آسمانی نظام کے انوار و فیوض اور برکات و تاثیرات سے منور و متمتع ہونے کی سعادت عطا فرماتا رہے۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

---

[1] یعنی اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام ہوگا۔

خلیفہ کے معنی

(۱) فرمایا :-

"خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دُور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں اُنہیں خلیفہ کہتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۸۳)

خلیفہ اللہ تعالیٰ منتخب فرماتا ہے

(۲) فرمایا :-

"صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا؟ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اوّل حق انہی کے دل میں ڈالا .... ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے۔ انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۲۹-۲۳۰)

مقامِ خلافت کی تجلیات

(۳) فرمایا :-

"..... جب تُو اس مقام تک پہنچ گیا تو تُو نے اپنی کوشش کو انتہا تک پہنچا دیا اور فنا کے مرتبہ تک پہنچ گیا۔ پس اُس وقت تیرے سلوک کا درخت اپنے کامل نشوونما تک پہنچ جائے گا اور تیری رُوح کی گردن تقدس اور بزرگی کے مرغزار کے نرم سبزہ تک

پہنچ جائے گی اُس اونٹنی کی مانند جس کی گردن لمبی ہو اور اس نے اپنی گردن کو ایک سبز درخت تک پہنچا دیا ہو اور اس کے بعد حضرتِ احدیت کے جذبات ہیں اور خوشبوئیں ہیں اور تجلّیات ہیں تا وہ بعض ان رگوں کو کاٹ دے کہ جو بشریت میں سے باقی رہ گئی ہوں اور بعد اس کے زندہ کرنا ہے اور باقی رکھنا اور قریب کرنا اس نفس کا جو خدا کے ساتھ آرام پکڑ چکا ہے جو خدا سے راضی اور خدا اس سے راضی اور فنا شدہ ہے تاکہ یہ بندہ حیاتِ ثانی کے بعد قبول فیض کے لئے مستعد ہو جائے اور اسکے بعد انسانِ کامل کو حضرتِ احدیت کی طرف سے خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے اور رنگ دیا جاتا ہے الوہیت کی صفتوں کے ساتھ۔ اور یہ رنگ ظلّی طور پر ہوتا ہے تا مقامِ خلافت متحقق ہو جائے اور پھر اس کے بعد خلقت کی طرف اُترتا ہے تا ان کو روحانیت کی طرف کھینچے اور زمین کی تاریکیوں سے باہر لا کر آسمانی نوروں کی طرف لے جائے۔ اور یہ انسان اُن سب کا وارث کیا جاتا ہے جو نبیوں اور صدیقوں اور اہل علم اور درایت میں سے اور قرب اور ولایت کے سورجوں میں سے اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور دیا جاتا ہے اس کو علومِ اولین کا اور معارف گزشتہ اہلِ بصیرت و حکمائے ملّت کے تا اس کے لئے مقام وراثت کا متحقق ہو جائے۔ پھر یہ بندہ زمین پر ایک مدت تک جو اس کے رب کے ارادے میں ہے توقف کرتا ہے تاکہ مخلوق کو نورِ ہدایت کے ساتھ منوّر کرے اور جب خلقت کو اپنے رب کے نور کے ساتھ روشن کر چکا یا امرِ تبلیغ کو بقدرِ کفایت پورا کر دیا پس اُس وقت اس کا نام پورا ہو جاتا ہے اور اس کا رب اُس کو بلاتا ہے اور اس کی روح اس کے نفسی نقطہ کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔" (ترجمہ از خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۶ تا ۴۰ روحانی خزائن جلد ۱۶)

خلافت میں شجاعت و فراست کی روح پھونکی جاتی ہے

(۴) فرمایا:-

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوتِ اعراب اور کھڑے ہونے والے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہ صلعم مقرر

کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا اور زمین سے ہموار ہو جاتا مگر چونکہ خدا کا یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اوّل آیت ۶ میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مر گیا اب تو مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضا و قدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابوبکر کے دل پر بھی نازل ہوا تھا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۶)

انبیاء کے مشن کی تکمیل خلافت سے وابستہ ہوتی ہے۔

(۵) فرمایا:-

"یہ خدا تعالیٰ کی سُنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا

ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونیکی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پَیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک اُن میں سے مرتد بھی ہو گیا۔"

(الوصیت صفحہ ۹)

قدرت ثانیہ (یعنی خلافت) کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا

(۶) فرمایا:-

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے

سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔" (الوصیت ص ۹-۱۰)

قدرتِ ثانیہ کے مظہر وجودوں کی نسبت پیشگوئی

(۷) فرمایا:-

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔" (الوصیت ص ۱)

اولادِ مسیح موعودؑ میں خلفاء کے ظہور کی واضح خبر

(۸) فرمایا:-

"دوسرا طریق انزالِ رحمت کا ارسالِ مرسلین و نبیین و ائمہ و خلفاء ہے تا اُن کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہِ راست پر آجائیں اور اُن کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔"

(سبز اشتہار)

نظامِ خلافت کی دائمی ضرورت و اہمیت

(۹) فرمایا:-

" خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالےٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں ... پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس اُمت کے تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر اسکو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی اُمت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس اُمت کے لئے دکھلانا اسکو منظور نہ ہوا کیا عقل سلیم خدائے رحیم و کریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی ہرگز نہیں اور پھر یہ آیت خلافت ائمہ پر گواہ ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ۔ کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اسلئے کہ یَرِثُهَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔"

(شہادت القرآن ص۵۸۔ روحانی خزائن جلد ششم ص۳۵۲-۳۵۴)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

بقائے عزّتِ انساں خلافت کی بقا پر ہے

(مکرم جناب چودھری عبد السلام صاحب اختر ایم۔ اے)

نہ حُسنِ مدّعا پر ہے نہ شانِ ارتقا پر ہے
بقائے عزّتِ انساں خلافت کی بقا پر ہے

خلافت کشتیٔ ملّت کی امیدوں کا یارا ہے
جو سچ پُوچھو تو یہ ملّت کا اِک واحد سہارا ہے

نہ جب تک کارواں میں ہو امامِ کارواں کوئی
نہیں ہوتا کسی کا اِس جہاں میں پاسباں کوئی

کلی جب شاخِ گُل پر ہو تو کھل کر پھول ہوتی ہے
ہو جُڑ سے ربط قائم تو دُعا مقبول ہوتی ہے

پراگندہ اگر ہو آتشِ ایماں کی چنگاری
"نہ تیری ضرب ہے کاری، نہ میری ضرب ہے کاری"

نہ ہو گر ربطِ باہم۔ انجمن اس کو نہیں کہتے
کہیں گُل ہو۔ کہیں لالہ۔ چمن اس کو نہیں کہتے

خلافت کیا ہے خود نُورِ خدا کا جلوہ گر ہونا
بشر کا بزمِ موجودات میں خیر البشر ہونا

خلافت کی اہمیت

(جناب مولانا محمد صادق صاحب سابق مبلغ سماٹرا)

علامہ الشیخ الطنطاری الجوہری اپنی کتاب القرآن والعلوم العصریہ صـ۲۱ پر آیۃ استخلاف کو درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

هٰذِهِ الْاٰيَةُ ذَكَرْنَاهَا مَرَّةً
اُخْرٰى فِي الْكِتَابِ وَاَعَدْنَاهَا
هُهُنَا بَعْدَ اَنْ بَيَّنَّا طَرِيْقَ
الْاِتِّحَادِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ
تِلْكَ الطَّرِيْقُ الَّتِيْ هَدَانَا
اللّٰهُ لِاسْتِخْرَاجِهَا مِنَ الْكِتَابِ
الْعَزِيْزِ لَا سَبِيْلَ اِلٰى اِسْعَادِ
الْمُسْلِمِيْنَ بِغَيْرِهَا وَلَا سَبِيْلَ
لِاِرَاحَتِهِمْ وَتَمْكِيْنِهِمْ فِي
الْاَرْضِ وَاسْتِخْلَافِهِمْ فِيْهَا
وَتَبْدِيْلِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا اِلَّا بِهٰذِهِ
السَّبِيْلِ وَحْدَهَا (الخلافة)"

یعنی اس آیت کو ہم نے اس کتاب میں دوبارہ ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا طریق بیان کرنے کے بعد ہم نے پھر اس آیت کو دُہرایا ہے کیونکہ اس طریق کا علم ہمیں کتاب عزیز سے ہوتا ہے اور اسکے بغیر مسلمانوں کی کامیابی کا اور کوئی طریق نہیں - نہ ہی انہیں زمین میں خوشحالی اور طاقت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہی حکومت میسر آسکتی ہے اور نہ ہی انکا خوف امن سے تبدیل ہو سکتا ہے مگر صرف اور صرف اس (خلافت) کے ذریعہ"

یہ وہ حقیقت ہے جسے قرآن کریم نے قریباً چودہ سو سال پہلے بیان فرمایا تھا۔ آج اُمتِ مسلمہ کے فلاسفر شیخ طنطاری جوہری جیسے انسان بھی کُھلے بندوں اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اگر مسلمانوں کو کھوئی ہوئی شان واپس مل سکتی ہے، اگر مسلمانوں میں اتحاد اور طاقت پیدا ہو سکتی ہے تو اس کا صرف اور صرف یہی ایک ذریعہ ہے کہ وہ خلافت کے دامن سے وابستہ ہو جائیں اور خلافت بھی وہ خلافت جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور کی آیۃ استخلاف میں فرمایا ہے۔

کاش مسلمان اس نعمت کی قدر کریں اور خلافت سے وابستہ ہو کر خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لیں اور اس کی پناہ میں آجائیں۔

مقام خلافت اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ارشادات

(جناب مولوی محمد یار صاحب عارف سابق مبلغ انگلستان)

آخری زمانہ کا موعود جس کے متعلق بانیٔ اسلام سرورِ کونین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر نبیوں نے صاف صاف خبریں پہلے سے دی ہوئی تھیں اپنے وقت پر آیا اور فتح نصیب جرنیل کی طرح اپنا فرض کامیابی سے سرانجام دیکر قدیم سنّت کے مطابق دنیا سے رخصت ہوا۔ آپ کی وفات کے وقت متبعین اور عقیدت مندوں کی بے چینی اور اضطراب تو ایک طبعی امر تھا مگر وہ لوگ بھی جو آپ کی جماعت میں داخل نہیں تھے لیکن اسلام کا درد اپنے دل میں رکھتے تھے وہ بھی گھبرا گئے اور پکار اُٹھے کہ وہ عظیم الشان کام جو حضرت مرزا صاحب (علیہ السلام) کرتے تھے اب کون کرے گا؟ وہ خدا جس نے سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرزندِ جلیل کو عظیم کام کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا پہلے ہی اس نے خبر دے رکھی تھی کہ ایسے وقتوں میں اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ جماعتوں کو سنبھالتا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ:-

"دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوجاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہوجائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیساکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔" (الوصیت)

پھر اسی سلسلہ میں آگے چل کر فرماتے ہیں:-

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا وہ مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں

کو پامال کرکے دکھلا دے۔ سو
اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی
قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔
اسلئے تم میری اس بات سے جو
میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے
(یعنی اپنی وفات کے قریب ہونے
کے الہامات۔ ناقل) غمگین مت
ہو اور تمہارے دل پریشان نہ
ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے
دوسری قدرت کا دیکھنا بھی
ضروری ہے۔" (الوصیت)

اس آسمانی وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر دوسری قدرت کے پہلے مظہر اوّل المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس عظیم الشان موعود کے سارے متبعین نے آپؓ کا پہلا خلیفہ تسلیم کیا اور اعلان کیا کہ:-

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے
پہلے آپؑ کے وصایا مندرجہ
الوصیت کے مطابق حسب مشورہ
معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ
قادیان و اقربا حضرت مسیح موعودؑ
باجازت حضرت ام المومنینؓ کل
قوم نے جو قادیان میں موجود تھی
اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سَو
تھی والا مناقب حاجی الحرمین شریفین
جناب حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ کو
آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا
اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔"
(بدر جون ۱۹۰۸ء از خواجہ کمال الدین
صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ)

اور ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے جہاں یہ مقدر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے احیاء کے لئے آپ کا ایک کامل بروز ظاہر ہوگا وہاں یہ بھی قرار پا چکا تھا کہ اس کارنامہ کو سرانجام دینے کے لئے آپؐ کو صدیقؓ کا ایک بروز بھی دیا جائے گا جو اسلام کی کشتی کو ساحل تک پہنچانے کے لئے آپؑ کی زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی نڈر کشتی بان کی طرح تمام مخالف لہروں کا مقابلہ کرتا چلا جائے گا چنانچہ جس طرح صدیق اکبرؓ نے خداداد فراست کے مطابق بعض صحابہ تک کے بعض رجحانات کو غلط قرار دیکر اسلام کی عظمت کے لئے صحیح طریق اختیار کیا۔ اسی طرح صدیق ثانیؓ (سلسلہ احمدیہ میں قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر) کو غلط رجحانات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ انہوں نے نہایت صفائی اور دلیری سے ان کا قلع قمع کیا۔ جب بعض لوگ خلافت کی پوزیشن گرانے میں کوشاں ہوئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:-

(۱) "کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک ملاں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور مَیں اِس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے!"

حضورؓ نے یہ فقرات اُس تقریر میں فرمائے جو مسجد مبارک قادیان میں فرمائی تھی۔ تقریر کے بعد آپؓ نے خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کو دوبارہ بیعت کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔

(۲) پھر ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا:۔

"مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اِس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ مَیں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رِدا کو مجھ سے چھین لے۔" (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

اِس سے صاف عیاں ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے نزدیک خلیفہ برحق کے انتخاب کا خواہ کوئی طریق ہو در اصل خود خدا تعالیٰ اس کو مقرر فرماتا ہے اور جو خلافت اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے اس کو کوئی انسان چھین نہیں سکتا اور نہ خلیفہ کو معزول کر سکتا ہے۔

(۳) ایک اور موقعہ پر آپؓ نے فرمایا کہ:۔

"اُس (خدا) نے، نہ تم میں سے کسی نے مجھے خلافت کا کُرتہ پہنا دیا۔ مَیں اس کی عزت اور ادب کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ باوجود اس کے کہ مَیں تمہارے مال اور تمہاری کسی بات کا بھی روادار نہیں اور میرے دل میں اتنی بھی خواہش نہیں کہ کوئی مجھے سلام کرتا ہے یا نہیں۔ تمہارا مال جو میرے پاس نذر کے رنگ میں آتا تھا اس سے پہلے اپریل تک مَیں اُسے مولوی محمد علی کو دیدیا کرتا تھا مگر کسی نے غلطی میں ڈالا اور اس نے کہا کہ یہ ہمارا روپیہ ہے اور ہم اسکے محافظ ہیں۔ تب مَیں نے محض خدا کی رضا کے لئے اس روپیہ کا دینا بند کر دیا کہ مَیں دیکھوں یہ کیا کر سکتے ہیں۔ ایسا کہنے والے نے غلطی کی؛

نہیں بے ادبی کی۔ اُسے چاہیئے کہ وہ توبہ کرے، اب بھی توبہ کرے، اب بھی توبہ کرے۔ ایسے لوگ اگر توبہ نہ کریں تو ان کے لئے اچھا نہ ہوگا۔" (بدر یکم فروری ۱۹۱۲ء)

(۴) اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے لاہور کی ایک تقریر کے دوران فرمایا:-

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اُسے آپ کھڑا کرے گا۔

...... مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(بدر جولائی ۱۹۱۲ء)

خلافت کے مقام اور عظمت کو اس سے بڑھ کر بیان کرنا ممکن نہ تھا لیکن پھر بھی بعض بدقسمت لوگ اس حقیقت کو نہ سمجھ سکے اور خلافت کی برکات سے محروم ہو گئے۔

(۵) آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے اس خطبۂ عید الفطر کا ایک حصہ درج کرتا ہوں جو حضورؓ نے اس وقت دیا جب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم خیال ممبرانِ انجمن نے ایک امر کے بارے میں حضور رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا۔ آپؓ فرماتے ہیں:-

"حضرت صاحبؑ کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں کھول کر سناتا ہوں جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص (ممبران صدر انجمن احمدیہ۔ ناقل) کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اس کو اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب

جو اجماع کے خلاف کرنے والا ہے وہ خدا تعالیٰ کا مخالف ہے ..... اب اگر اس معاہدہ کے خلاف کروگے تو فاعقبھم نفاقاً فی قلوبھم کے مصداق بنوگے ..... مَیں ایسے لوگوں کو جماعت سے الگ نہیں کرتا کہ شاید وہ سمجھیں۔ پھر سمجھ جائیں، پھر سمجھ جائیں۔"

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں:۔

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفہ کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں کیا معلوم کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحبؑ سے بھی بڑھ کر آئے۔"

(خطبہ عید الفطر۔ بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کے نزدیک خلافت کا نہایت بلند مقام ہے۔ خلیفہ دنیوی انجمنوں کے پریذیڈنٹ کی طرح نہیں، وہ ایک روحانی مطاع ہے جس کی اطاعت میں خدا تعالیٰ کی رضا اور جس کی مخالفت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقامِ خلافت کے سمجھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین +

ماریشس سے نکلنے والے رسالہ کا خاص شاندار نمبر

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دی تھی کہ آپ کا نام اور آپ کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچیگی اور تمام ممالک میں آپ کی جماعت پھیل جائیگی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کی صداقت ہر وہ شخص اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرسکتا ہے جو جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور قربانیوں پر نظر رکھتا ہے۔

ماریشس کی جماعت احمدیہ فرانسیسی زبان کا ایک تبلیغی ماہنامہ شائع کرتی ہے جس کا نام Message (پیغام) ہے اس رسالہ کا تازہ خاص نمبر اسوقت ہمارے سامنے ہے۔ اسکی طباعت، کاغذ اور نفیس ترتیب کو دیکھ کر دل باغ باغ ہوجاتا ہے۔ مضامین ایسے عمدہ طریق سے انتخاب کئے گئے ہیں جو اہلی مہارت پر دال ہے۔ اس رسالہ سے جماعت احمدیہ ماریشس کی تبلیغی کوششوں کا ایک خاکہ سامنے آجاتا ہے۔ تصاویر کے ذریعہ دیگر ممالک میں اسلامی جدوجہد کا بھی منظر پیش کردیا گیا ہے۔ احمدیہ مشن ماریشس کے بارے میں معززین اور اہل علم کی جو آراء مشتہر درج ہیں ان سے اس مشن کے بے لوث اور بلند کردار مبلغین اور افراد جماعت کی جانفشانی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسوقت اس مشن کے انچارج ہمارے قابل صد فخر شاگرد مکرم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر فاضل ہیں۔ ہم اس رسالہ اور ان کی مخلصانہ کوششوں پر انہیں اور ان کے ذریعہ ساری جماعت احمدیہ ماریشس کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو اور بڑھائے اور جماعت کو بیش از بیش ترقی عطا فرمائے۔

اللّٰھم آمین +

خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیّت

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تحریرات کی روشنی میں

(جناب چوہدری محمد صدّیق صاحب ایم۔ اے، ایم او ایل انچارج خلافت لائبریری)

انبیاء علیہم السلام کی بعثت ایسے وقت میں ہوتی ہے جبکہ دنیا میں ظلمت اور تاریکی کا دور دورہ ہوتا ہے اور ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کی کیفیت ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے طفیل اللہ تعالیٰ ان ظلمتوں اور اندھیروں کو اپنے نور کے ذریعہ زائل کرتا ہے اور ایمان لانے والی اور عمل صالح کرنے والی جماعتیں کھڑی کر دیتا ہے۔ نورِ نبوت کے فیضان کو اُمت میں لمبے عرصہ تک ممتد کرنے کے لئے ان ایماندار اور عمل صالح کرنے والے لوگوں میں خلافت کا سلسلہ جاری فرماتا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کے احیاء اور شریعت اسلامیہ کے قیام کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کی وفات کے بعد جماعت میں اپنی قدرتِ ثانیہ کا ظہور فرماتے ہوئے سلسلہ خلافت کو قائم فرمایا۔

جماعت احمدیہ میں سب سے پہلی خلافت ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو قائم ہوئی۔ چنانچہ اسی وجہ سے ہر سال ۲۷ رمئی کو یوم خلافت منایا جاتا ہے تاکہ اس موقعہ پر خلافت کی اہمیت اور خلیفہ کے مقام کی اہمیت جماعت کے افراد پر واضح کی جایا کرے۔ پس ذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ کے ارشادِ خداوندی کے تحت ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات "خلیفہ کے مقام اور اس کی اہمیت" کے بارہ میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ احبابِ جماعت ان ارشادات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتِ خلافت کی قدر کریں اور وَلَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ کے مطابق اس نعمت کو اپنے اندر دیر تک جاری رکھنے کا موجب ہوں۔

۱۔ خلافت کی اطاعت سے ہی الٰہی نصرت ملتی ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ خلافت کی اطاعت کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے

فرماتے ہیں :۔

"..... وہی خدا جو اسوقت نوجوں کے ساتھ تائید کے لئے آیا آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے۔ جب تک خلافت قائم رہے نظامی اطاعت پر اور جب خلافت مٹ جائے انفرادی اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے۔" (الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

۲۔ خلافت کی اطاعت سے باہر ہونے والا نبی کی اطاعت سے باہر ہو جاتا ہے۔

حضورؓ فرماتے ہیں :۔

"بے شک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے ...... میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالےٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔" (الفضل [illegible] ۱۹۳۴ء)

۳۔ اطاعتِ رسول خلافت سے ہی ہوتی ہے

فرمایا :۔

"اطاعتِ رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آجکل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی کہ صحابہؓ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حدِ کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی روح آجکل کے مسلمانوں میں نہیں .... کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا پس جب خلافت ہوگی اطاعتِ رسول بھی ہوگی۔"

(تفسیر کبیر سورہ نور صفحہ ۳۶۹)

۴۔ ہر قسم کی فضیلت امام کی اطاعت میں ہے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

"یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام

نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ
خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی
زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی
اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔
...... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے
کہ میں مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں
ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت
پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے
حضور اُس کے اِن دعووں کی
کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک
وہ اُس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ
نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس
زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا
ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص
پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں
کرتا اور جب تک اس کی اطاعت
میں اپنی زندگی کا ہر لحظہ بسر نہیں کرتا
اُس وقت تک وہ کسی قسم کی
فضیلت اور بڑائی کا حقدار
نہیں ہو سکتا۔" (الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۴۶ء)

۵۔ خلفاء ہی قربِ الٰہی کے حصول میں ممد ہیں

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔
"انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے
قرب کے حصول میں ممد ہوتے ہیں جیسے
کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں
چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹک
کا سہارا لیکر چڑھتا ہے اسی طرح
انبیاء اور خلفاء لوگوں کیلئے سہارے
ہیں وہ دیواریں نہیں جنہوں نے
الٰہی قرب کے راستوں کو روک
رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے
ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی
اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے"
(الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۳۶ء)

۶۔ دین کی صحیح تشریح اور وضاحت خلفاء ہی کرتے ہیں

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔
"خلفاء کے ذریعہ سُنن اور طریقے
قائم کئے جاتے ہیں ورنہ احکام تو
انبیاء پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں۔
خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت
کرتے ہیں اور مغلق امور کو کھول کر
لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں
اور ایسی راہیں بتاتے ہیں جن پر
چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے۔"
(الفضل ۱۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

۷۔ اقامتِ صلوٰۃ خلیفہ کے ذریعہ ہی ہوتی ہے

فرمایا: "اقامتِ صلوٰۃ بھی اپنے صحیح معنوں

میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور
اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین
حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا
ہے اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے
سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت
کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا
پتہ کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً
پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہو سکتا
ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک
میں اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں کیا
ہو رہا ہے اور اسلام ان سے کن
قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اگر
ایک مرکز ہوگا اور ایک خلیفہ ہوگا
جو تمام مسلمانوں کے نزدیک واجب الاطاعت
ہوگا تو اُسے تمام اکنافِ عالم سے
رپورٹیں پہنچتی رہیں گی کہ یہاں یہ
ہو رہا ہے اور وہاں وہ ہو رہا ہے
اور اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکیگا
کہ آج فلاں قسم کی قربانیوں کی ضرورت
ہے اور آج فلاں قسم کی خدمات کیلئے
آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے۔
..... مگر جب خلافت کا نظام نہ ہے
تو انفرادی رنگ میں کسی کو قومی
ضرورتوں کا کیا علم ہو سکتا ہے۔"
(تفسیر کبیر سورہ نور ص۳۶۸)

۸۔ تمام برکات خلیفۂ وقت سے تعلق کے نتیجہ میں مل سکتی ہیں

سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"جب تک بار بار ہم سے مشورے
نہیں لیں گے اس وقت تک ان کے
کام میں کبھی برکت پیدا نہیں ہو سکتی۔
آخر خدا نے ان کے ہاتھ میں سلسلہ کی
باگ نہیں دی میرے ہاتھ میں سلسلہ کی
باگ دی ہے۔ انہیں خدا نے خلیفہ
نہیں بنایا مجھے خدا نے خلیفہ بنایا
ہے اور جب خدا نے اپنی مرضی
بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا
ہے انہیں نہیں بتاتا پس تم مرکز
سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو جس کو
خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا
اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو
خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام
بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت
حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس
سے جتنا تعلق رکھو گے اسی قدر
تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہوگی۔
...... وہی شخص سلسلہ کا مفید
کام کر سکتا ہے جو اپنے آپکو
امام سے وابستہ رکھتا ہے۔
اگر کوئی شخص امام کے ساتھ

اپنے آپکو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکیگا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔"
(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۴۶ء)

۹۔ خلیفۂ وقت کی موجودگی میں کسی آزاد آنہ تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت نہیں

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

"اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے، اپنی مرضی اور خواہشات کو اسکی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے، اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے، اپنے ارادوں کو اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے، اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔" (خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

۱۰۔ خلیفۂ وقت کی سکیم کے سوا اور کوئی سکیم قابل عمل نہیں ہونی چاہیئے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔" (خطبہ جمعہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء مندرجہ الفضل ۳۱ جنوری ۱۹۳۶ء)

پھر فرماتے ہیں :۔

"...... جس پالیسی کو خلفاء پیش کریں گے ہم اُسے ہی کامیاب بنائینگے اور جو پالیسی ان کے خلاف ہوگی اسے ناکام کریں گے۔ پس اگر کوئی مبایع اور مومن کوئی اور طریق اختیار

کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اسے ناکام کریں گے ...... صرف خلیفہ کی پالیسی کو ہی کامیاب کریں گے۔"
(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

نیز فرماتے ہیں:۔
"دین کے ایک معنی سیاست اور حکومت کے بھی ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے سچے خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ علامت بتائی ہے کہ جس سیاست اور پالیسی کو وہ چلائیں گے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں قائم فرمائے گا"
(تفسیر کبیر سورہ نور صفحہ ۳۷۶)

۱۱۔ انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت ہی کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہیں

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔
"میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔" (الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

۱۲۔ خلیفہ کو عصمتِ صغریٰ حاصل ہوتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔
"اطاعت جس طرح نبی کی ضروری ہوتی ہے ویسے ہی خلفاء کی ضروری ہوتی ہے۔ ہاں ان دونوں اطاعتوں میں ایک امتیاز اور فرق ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نبی کی اطاعت اور فرمانبرداری اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ وحی الٰہی اور پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے مگر خلیفہ کی اطاعت اس لئے نہیں کی جاتی کہ وہ وحی الٰہی اور تمام پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے بلکہ اسلئے کی جاتی ہے کہ وہ تنفیذ وحی الٰہی اور تمام نظام کا مرکز ہے۔ اسی لئے واقف اور اہل علم لوگ کہا کرتے ہیں کہ انبیاء کو عصمتِ کبریٰ حاصل ہوتی ہے اور خلفاء کو عصمتِ صغریٰ۔"
(الفضل ۱۷ فروری ۱۹۳۵ء)

نیز فرمایا:۔
"یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات

میں خلیفۂ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے
لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی
روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر
اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ
اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور
کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس غلطی پر مطلع
کر دیتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے
عصمتِ صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء
کو تو عصمتِ کبریٰ حاصل ہوتی ہے لیکن خلفاء
کو عصمتِ صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور
اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی غلطی نہیں ہونے
دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب
ہو۔ ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی
غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر انجام کار نتیجہ یہی
ہوگا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا اور
اس کے مخالفوں کو شکست ہوگی۔ گویا بوجہ
اس کے کہ ان کو عصمتِ صغریٰ حاصل ہوتی
ہے خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہوگی جو
ان کی ہوگی۔ بے شک بولنے والے
وہ ہوں گے، زبانیں انہی کی حرکت کریں گی،
ہاتھ انہی کے چلیں گے، دماغ انہی کا کام
کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ
کا اپنا ہاتھ ہوگا۔" (تفسیر کبیر سورۂ نور صفحہ ۳۷۶-۳۷۷)

۳۔ اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کو اپنی صفات بخشتا ہے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا
کرتا ہے وہ اس کو زمانہ کے مطابق
علوم بھی عطا کرتا ہے اگر وہ احمق،
جاہل اور بے وقوف ہوتا ہے۔۔۔۔
۔۔۔۔ تو اس کے کیا معنی ہیں کہ خلیفہ خود
خدا بناتا ہے۔ اس کے تو معنی ہی یہ ہیں
کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے
اپنی صفات بخشتا ہے۔ اگر وہ اسے اپنی
صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود
خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں۔"
(الفضل ۲۲ر نومبر ۱۹۵۰ء)

۴۔ خلفاء کا ادب واحترام ہی کامیابی کا ذریعہ ہے

فرمایا:-

"شریعت وہ ہے جو قرآن کریم میں
بیان ہے اور آداب وہ ہیں جو خلفاء
کی زبان سے نکلیں۔ پس ضروری ہے کہ
آپ لوگ ایک طرف تو شریعت کا احترام
قائم کریں اور دوسری طرف خلفاء کا ادب
واحترام قائم کریں اور یہی چیز ہے جو
مومنوں کو کامیاب کرتی ہے۔"
(الفضل ۴ر ستمبر ۱۹۳۷ء)

۵۔ خلیفہ کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوتی ہیں

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے ..... میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دُعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔"

(منصب خلافت صہ ۳۲)

۱۶۔ خلیفہ ہی دشمن کو زیر کرنے کا ذریعہ ہے

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کو خلیفہ کی کامل فرمانبرداری کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کو دیکھتے ہوئے میں انسانوں پر انحصار نہیں کر سکتا۔ اور تم بھی یہ نصرت اسی طرح حاصل کر سکتے ہو کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ اور ایسا کرنے میں صرف خلیفہ کی اطاعت کا ثواب نہیں بلکہ موعود خلیفہ کی اطاعت کا ثواب تمہیں ملے گا۔ اگر تم کامل طور پر اطاعت کرو گے تو مشکلات کے بادل اُڑ جائیں گے، تمہارے دشمن زیر ہو جائیں گے اور فرشتے آسمان سے تمہارے لئے ترقی والی نئی زمین اور تمہاری عظمت و سطوت والا نیا آسمان پیدا کریں گے لیکن شرط یہی ہے کہ کامل فرمانبرداری کرو۔"

(الفضل ۴ر ستمبر ۱۹۳۷ء)

۱۷۔ بیعتِ خلافت کے بعد کوئی کام امام کی ہدایت کے بغیر نہیں ہونا چاہیئے

بیعت خلافت کے بعد مبائعین کی ذمہ داریاں بیان فرماتے ہوئے سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے ..... ان شرائط اور ذمہ داریوں میں سے ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہیئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اُس کے قدم اُٹھانے کے بعد اپنا قدم اُٹھانا چاہیئے اور افراد کو کبھی بھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہیئے جن کے نتائج ساری جماعت پر آکر پڑتے ہوں کیونکہ پھر امام کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہے گی ....

... امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے۔"
(الفضل ۵ رجون ۱۹۳۷ء)

۱۹- خلافت کی ناقدری فسق پر منتج ہوتی ہے

نعمت خلافت کی قدر دانی کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے حضور رضی اللہ عنہ تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں اگر تم ان کی ناقدری کرو گے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔ خلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے اسلئے یاد رکھو جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے ..... فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے۔" (تفسیر کبیر سورہ نور صفحہ ۳۷۶-۳۷۷)

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ بالا ارشادات سے خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت عیاں ہے۔ خلیفہ وقت کی بیعت کے بعد دوسرے تمام لوگوں کی اطاعتیں اور تمام قسم کی وفاداریاں صرف اسی وقت تک جائز سمجھی جا سکتی ہیں جب تک ان کی وجہ سے خلیفہ وقت کی اطاعت سے انحراف نہ ہو۔ لیکن اگر واجب الاطاعت خلیفہ کے احکام اور ارشادات و تحریکات کے ساتھ کسی اور چیز کا مقابلہ پڑے تو پھر باقی تمام رشتوں اور تعلقات کا انقطاع اور تمام دوستوں اور محبتوں کا اختتام ہو جانا ضروری ہے۔ صرف اور صرف خلیفہ وقت کی اطاعت ہی مومنین کے مدنظر ہونی چاہیئے۔ کیونکہ بیعت کے بعد دراصل حقیقی رشتہ خلیفہ وقت سے قائم ہونا چاہیئے اور باقی سب رشتے اسی کی خاطر ہونے چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو خلیفہ وقت کا مقام اور اس کی اہمیت صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق دے اور حقیقی اطاعت اور فرمانبرداری کی روح ہمارے اندر پیدا کرے۔ (آمین) ☆

اشاعت فنڈ

ماہنامہ الفرقان کے لئے متعدد طالبان حق کی درخواستیں آتی رہتی ہیں جو اپنی مالی کمزوری کے باعث قیمت ادا کرنے سے معذور ہوتے ہیں مگر وہ رسالہ کا مطالعہ ضروری سمجھتے ہیں۔ بعض اداروں اور لائبریریوں کی طرف سے بھی درخواستیں موصول ہوتی ہیں۔ اگر احباب الفرقان کے اشاعت فنڈ میں رقوم بھجواتے رہیں تو انہیں ثواب ملتا رہے گا۔ (مینجر الفرقان۔ ربوہ)

آیت استخلاف اور غیر مامور خلفاء

(محترم شیخ مبارک احمد صاحب فاضل سابق مبلغ مشرقی افریقہ)

اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں مومنوں سے بھی خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس خلافت سے مراد صرف ماموریت والی خلافت ہے۔ یعنی اس آیت میں مامور خلفاء کا وعدہ ذکر کیا گیا ہے غیر مامور خلفاء کا ذکر نہیں۔ اس شبہ کے ازالہ کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں جن سے مذکورہ شبہ کا ازالہ ہو جاتا ہے اور یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ آیت استخلاف میں غیر مامور خلفاء بھی شامل ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمایا ہے:۔

(۱) "جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم نے اُن کے پیر جما دیئے" (الوصیت صفحہ مطبوعہ دسمبر ۱۹۰۵ء)

(۲) پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں آیت استخلاف کے ذکر میں تحریر فرمایا:۔

"اس آیت (استخلاف) میں بھی مماثلت کی طرف صریح اشارہ ہے اور اگر اس مماثلت سے مماثلت تامہ مراد نہیں تو کلام عبث ہوا جاتا ہے۔ کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا نہ صرف تیس برس تک۔ اور صدہا خلیفے روحانی اور

ظاہری طور پر ہوئے۔ نہ صرف
چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ۔"
(شہادۃ القرآن ص۲۱ طبع اوّل)
اور یہ امر واقعہ اور مسلّمہ حقیقت ہے کہ اُمتِ موسوی
میں متعدد روحانی اور ظاہری طور پر ایسے خلفاء بھی
ہوئے جو مامور نہ تھے۔ اب مماثلت تامہ جس کا ذکر
آیت استخلاف میں ہے کا تقاضا ہے کہ اُمتِ محمدیہ
میں بھی ایسے خلفاء ہوں جو مامور نہ ہوں۔

(۴) پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:۔
"بعض صاحب آیت وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کی عمومیت
سے انکار کرکے کہتے ہیں کہ مِنْكُمْ
سے صحابہ ہی مراد ہیں اور خلافتِ
راشدہ حقّہ انہیں کے زمانہ تک
ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک
اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان
نہیں ہو گا۔ گویا ایک خواب و خیال
کی طرح اس خلافت کا صرف تیس
برس ہی کا دَور تھا اور پھر ہمیشہ
کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست
میں پڑ گیا۔" (شہادۃ القرآن ص۳۲)

(۴) اسی کتاب شہادۃ القرآن میں مزید تفصیل درج
کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔
"پس گویا تفصیل اس آیت (استخلاف)
کی یوں ہے کہ خدا تعالیٰ نے تم سے
پہلے ان لوگوں کو رُوئے زمین پر
خلیفہ مقرر کیا تھا جو ایماندار اور
صالح تھے اور اپنے ایمان کے ساتھ
اعمال صالح جمع رکھتے تھے۔ اور
خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ تم میں سے
بھی اے مسلمانو ایسے لوگوں کو جو
انہی صفاتِ حسنہ سے موصوف
ہوں اور ایمان کے ساتھ اعمال
صالح جمع رکھتے ہوں خلیفہ کریگا۔" (ص۳۶)

(۵) پھر اسی کتاب میں حضور نے فرمایا:۔
"خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس
نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا
رہونگا اور خلیفہ کے لفظ کو اس
اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا ہے کہ
وہ نبی کریم کے جانشین ہونگے اور
اس کی برکتوں میں سے حصہ پائینگے
جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا اور
ان کے ہاتھ سے برجائی دین کی ہوگی
اور خوف کے بعد امن پیدا ہوگا۔"
(شہادۃ القرآن ص۱۲ طبع اوّل)

(۶) پھر حضور علیہ السلام کتاب شہادۃ القرآن کے
ص۵۵ پر آیت استخلاف درج کرکے فرماتے ہیں:۔

"ان آیات کو اگر کوئی شخص تامّل
اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر
کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے
کہ خدا تعالیٰ اس اُمّت کے لئے
خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا
ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو
شریعتِ موسوی کے خلیفوں سے
تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا۔ اور
اگر خلافتِ راشدہ صرف تیس برس
تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس
کا دَور ختم ہو گیا تھا تو اس سے
لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز
یہ ارادہ نہ تھا کہ اس اُمّت پر
ہمیشہ کے لئے ابوابِ سعادت
مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ
کی موت سے دین کی موت لازم
آتی ہے۔"

(ب) پھر حضورؑ نے فرمایا:۔

"یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم
میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی
ہیں کہ جو اس اُمّت میں خلافتِ
دائمی کی بشارت دیتی ہیں۔ اور
احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی
بھری پڑی ہیں لیکن بالفعل اسقدر
لکھنا ان لوگوں کے لئے کافی ہے
جو حقائق ثابت شدہ کو دولت
عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور
اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر
اور کوئی بد اندیشی نہیں کہ اس کو
مُردہ مذہب خیال کیا جاوے
اور اس کی برکات کو صرف قرنِ
اوّل تک محدود رکھا جائے۔"
(شہادۃ القرآن صـ۵۶)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا ارشادات سے یہ بات بالکل واضح اور الم نشرح ہے کہ آیت استخلاف میں جن خلفاء کا ذکر کیا گیا ہے ان میں غیر مامور خلفاء بھی شامل ہیں اور اس سلسلہ کو آپ صرف خلفاء راشدین تک ہی قرنِ اوّل میں محدود نہیں سمجھتے بلکہ جیسا کہ قرنِ اوّل میں خلفاء راشدین آئے اسی طرح اس آیت میں دیئے گئے وعدہ کے مطابق اُمّتِ محمدیہ میں غیر مامور خلفاء بھی آتے رہیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی تائید سے اسلام کے لئے عظیم برکتوں کے حصول کا موجب ہوں گے اور خوف کو امن سے بدلنے والے ہوں گے ان کی اطاعت کرنا بھی اُمّت کا فرض ہے اور ان کے ذریعہ روحانی فیوض اور برکات کا حصول لازمی ہے۔ پس یہ خیال ازروئے قرآن مجید درست نہیں کہ اُمّت میں غیر مامور خلیفے نہیں ہو سکتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصریحات اس بارے میں بالکل واضح ہیں۔ وما علینا الّا البلاغ ٭

خلافت کا انعام اور ہماری ذمہ داریاں

(جناب مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا مربی سلسلہ)

قرآن مجید کی پیشگوئی آیت استخلاف کے مطابق اللہ تعالیٰ جس طرح انبیاء سابقین کی وفات کے بعد ہر زمانے میں سلسلہ خلافت کو قائم فرماتا چلا آیا اسی سُنّتِ قدیمہ کے مطابق علیم و حکیم خدا نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی نظامِ خلافت کو قائم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین خلفاءِ راشدین نے آنحضرتؐ کے جوارح اور اعضاء بن کر آپؐ کے مشن اور آپؐ کی تعلیم و تبلیغ کی تکمیل کی۔ ان کے ذریعہ سے جہاں تک خدا تعالیٰ کا منشاء مبارک تھا اسلام دنیا میں پھیلا اور خدا تعالیٰ کا نام بلند ہوا۔

جب مسلمانوں نے خلافت کی قدر کو نظر انداز کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتِ عظمیٰ ان سے چھین لی اور مسلمان اس حبل اللہ المتین کو چھوڑ کر اوجِ ثریا سے گر کر قعرِ مذلت میں گرتے چلے گئے۔ اب پھر چودہ سو سال کے بعد اللہ تعالےٰ نے مسیح محمدی علیہ السلام کو بھیج کر دوبارہ دین و شریعتِ اسلام کا احیاء کیا۔ آپؑ کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے پھر اُمّتِ محمدیہ کا آخری لشکر تیار کیا جنہوں نے اپنا سب کچھ اسلام پر قربان کرنے کو عین سعادت سمجھا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے طفیل محمدیوں کا پرچم بلند تر مینار پر استحکام پذیر ہوا۔ آخر تقاضائے بشریت کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا دن آگیا۔ آپ اس جہان سے اُٹھ گئے لیکن خدا تعالیٰ نے اس مامور کی وفات کے بعد پھر خلافتِ اسلامیہ کا دوسرا دور شروع کیا اور جیسا کہ آپ نے اپنی کتابوں میں الہاماتِ الٰہیہ کی بناء پر خبر دی تھی کہ آپؑ کی وفات کے بعد قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوگا اور وہ قدرتِ ثانیہ قیامت تک جماعت کے ساتھ رہے گی۔ انہی پیشگوئیوں کے مطابق خلافتِ احمدیہ کا وجود دنیا میں ظاہر ہوا۔ اس قدرتِ ثانیہ کا پہلا مظہر حضرت خلیفہ اول مولانا نورالدینؓ کا وجود بابرکت تھا　　، کی وفات کے بعد قدرتِ ثانیہ خلافتِ ثانیہ کے لباس میں　　متجلّی ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی پچاس سالہ کامیاب خلافت کے بعد خدا تعالیٰ نے خلافتِ ثالثہ کے رنگ میں ہمیں قدرتِ ثانیہ کا نظارہ

دکھایا اور اس قدرتِ الٰہیہ کو تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

ہمیں وہ رات خوب یاد ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات واقع ہوئی۔ تمام جماعت دیوانہ وار مرکزِ احمدیت ربوہ میں جمع ہوئی۔ ان چند گھنٹوں میں نہ کوئی جماعت کا امام تھا نہ خلیفہ، دلوں پر خوف اور بیکسی کی حالت طاری تھی کہ اب کیا ہوگا۔ پرائے کہتے تھے اب محمود رضی اللہ عنہ کے بعد اس جماعت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ بعض اپنے کمزور بھی یہ خیال کرتے تھے شاید کوئی فتنہ نہ پیدا ہو جائے۔ بظاہر جماعت کی تمکنت و عظمت ختم ہو گئی تھی۔ بے اسی اور بے بسی کا دورہ تھا لیکن ابھی جماعت احمدیہ کی یتیمی پر چوبیس گھنٹے بھی نہ گزرے تھے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے آسمان سے آواز دی کہ اے یتیم جماعت! لو ہم تمہیں قدرتِ ثانیہ کا تیسرا مظہر دیتے ہیں آؤ اس امام ہمام کے ساتھ ہو جاؤ۔ پس پھر کیا ہوا؟ خوف کی حالت امن میں تبدیل ہو گئی، بے چینی کا فور ہو گئی، قلوب پر سکینت طاری ہو گئی، غم کے بادل چھٹ گئے اور دلوں کی آلائشیں صاف ہو گئیں۔ کل جو ہمیں حضرت مرزا ناصر احمد سلمہ اللہ نظر آتے تھے آج ہمیں قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر نظر آنے لگے۔ آپ کی ادا اور آپ کا حلیہ اور آپ کے کلمات اور آپ کی تاثیر ——— ایک رات میں خدا تعالیٰ نے علوم سکھا دیئے، معارف پڑھا دیئے اور قوت جاذبہ عطا فرما دی ——— تمام جماعت کے قلوب پر خدائی تصرف ہوا اور خدا کے فضل و کرم سے ساری جماعت اس عُرْوَۃُ الْوُثْقٰی کے ذریعہ سے بندھ گئی۔ پس یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ کا نظارہ ہم نے دیکھ لیا۔ اور وعدۂ استخلاف پورا ہونے کے ہم عینی شاہد بن گئے۔

پھر ایک دو سال کے اندر اندر جماعت کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی۔ مسجد اقصیٰ کی بنیادیں رکھی گئیں۔ اس کے اخراجات کا خدا تعالیٰ نے ذمہ لے لیا۔ فضل عمر فاؤنڈیشن میں ۳۵ لاکھ سے اوپر کے وعدے ہو گئے۔ وقفِ عارضی کیلئے پانچ ہزار مبلغ تیار ہو رہے ہیں۔ ساری جماعت میں تعلیم القرآن کی کلاسیں کھل گئیں۔ گورنر جنرل حلقہ بگوشِ احمدیت ہو گئے۔ تقریباً ایک کروڑ روپیہ تک جماعت کے مختلف اداروں کا بجٹ پہنچ گیا۔ یہ خدائی شہادت بتلاتی ہے کہ یہ سب کچھ قدرتِ ثانیہ نے کیا جو خلافتِ ثالثہ کے رنگ میں جلوہ پذیر ہوئی۔

ہم جمیع افرادِ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے اس احسان پر جتنا شکر کریں کم ہے۔ آج کروڑہا مسلمان باوجود تمام اسباب و ذرائع حاصل ہونے کے نظامِ خلافت کو قائم نہیں کر سکتے لیکن ایک غریب و کمزور جماعت کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے نعمتِ خلافت عطا کر رکھی ہے ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

احبابِ کرام! جب فتوحاتِ عظیمہ کا زمانہ آتا ہے تو وہ اپنے ساتھ بعض مشکلات بھی لاتا ہے اور فتوحات کے زمانہ میں شیطان بھی بعض رخنے پیدا کر لیتا ہے اسلئے ہم کو ان نصرتوں کے دور میں کثرت سے استغفار اور خدا تعالےٰ کی تسبیح کرنی چاہیئے جیسا کہ سورۃ اذا جاء نصر اللہ میں حکم دیا گیا ہے اور چوکس و ہوشیار بھی رہنا چاہیئے۔

اب دوستوں کی خدمت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دو اقتباس پیش کرتا ہوں جن میں حضورؓ نے جماعت کو ۱۹۱۵ء میں بعض ہدایات دی تھیں جو ہمارے لئے مشعلِ راہ بن سکتی ہیں۔ ان میں حضورؓ نے آپ کے بعد آنے والے خلفاء کے لئے خصوصی دعائیں بھی مانگی ہیں۔ حضورؓ فرماتے ہیں:-

(۱) "تم اس بات کے ذمہ وار ہو کہ شریر اور فتنہ انگیز لوگوں کو کرید کرید کر نکالو اور اُن کی شرارتوں کو روکنے کا انتظام کرو۔ مَیں نے تمہیں خدا تعالیٰ سے علم پا کر بتا دیا ہے اور مَیں ہی وہ شخص ہوں جس نے اس طرح صحیح واقعات کو یکجا جمع کر کے تمہارے سامنے رکھ دیا ہے جن سے معلوم ہو جائے گا کہ پہلے خلیفوں کی خلافتیں اس طرح تباہ ہوئی تھیں۔ پس تم میری نصیحتوں کو یاد رکھو۔ تم پر خدا کے بڑے فضل ہیں اور تم اس کی برگزیدہ جماعت ہو۔ اسلئے تمہارے لئے ضروری ہے کہ اپنے پیشروؤں سے نصیحت پکڑو۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں لوگوں پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ پہلی جماعتیں جو ہلاک ہوئی ہیں تم اُن سے کیوں سبق نہیں لیتے ... خدا تعالیٰ نے جبکہ مجھے خلافت کے منصب پر کھڑا کیا ہے تو مجھ پر واجب تھا کہ دیکھوں پہلے خلیفوں کے وقت کیا ہوا تھا اس کے لئے مَیں نے نہایت کوشش کے ساتھ حالات کو جمع کیا ہے۔ اِس سے پہلے کسی نے ان واقعات کو اِس طرح ترتیب نہیں دیا۔ پس آپ لوگ اِن باتوں کو سمجھ کر ہوشیار ہو جائیں اور تیار رہیں۔ فتنے ہونگے اور بڑے سخت ہوں گے۔ ان کو دُور کرنا تمہارا کام ہے۔ خدا تعالےٰ تمہاری مدد کرے اور تمہارے ساتھ ہو اور میری بھی مدد کرے اور مجھ سے بعد آنے والے خلیفوں کی بھی کرے اور خاص طور پر کرے کیونکہ اُن کی مشکلات مجھ سے بہت بڑھ کر اور بہت زیادہ ہوں گی۔ دوست کم ہوں گے اور دشمن زیادہ۔ اس

وقت حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ
بہت کم ہوں گے۔ مجھے حضرت
علیؓ کی یہ بات یاد کر کے بہت ہی
درد پیدا ہوتا ہے اُن کو کسی نے
کہا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت
عمرؓ کے عہد میں تو ایسے فتنے اور
فساد نہ ہوتے تھے جیسے آپ کے
وقت میں ہو رہے ہیں۔ آپ نے
اُسے جواب دیا کہ او بدبخت! حضرت
ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ماتحت مجھ جیسے شخص
تھے اور میرے ماتحت تیرے جیسے
لوگ ہیں۔ غرض جوں جوں دن گزرتے
جائیں گے حضرت مسیح موعودؑ کے
صحبت یافتہ لوگ کم رہ جائیں گے
اور آپ کے تیار کردہ انسان قلیل
ہو جائیں گے۔ پس قابل رحم حالت
ہو گی اُس خلیفہ کی جس کے ماتحت
ایسے لوگ ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کا
رحم اور فضل اُس کے شامل ہو اور
اس کی برکات اور اس کی نصرت
اس کے لئے نازل ہو جبکہ ایسے
حالات میں اسلام کی خدمت کرنی
پڑے گی۔ اِس وقت تو خدا تعالیٰ کا
فضل ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے
بہت سے صحابہ موجود ہیں جن کے
دل خشیت الٰہی اپنے اندر رکھتے
ہیں لیکن یہ ہمیشہ نہیں رہیں گے
اور بعد میں آنے والے لوگ
خلیفوں کے لئے مشکلات پیدا
کر دیں گے۔ پس میں خدا تعالیٰ سے
دعا کرتا ہوں کہ خدا آنے والے
زمانے میں اپنے فضل اور تائید سے
ہماری جماعت کو کامیاب کرے
اور مجھے بھی ایسے فتنوں سے بچائے
اور مجھ سے بعد میں آنے والوں کو
بھی بچائے۔ آمین۔"

(انوار خلافت صفحہ ۱۵۲ تا ۱۵۴)

(۲) "یاد رکھو کہ فتوحات کے زمانہ
میں ہی تمام فسادات کا بیج
بویا جاتا ہے۔ جو اپنی فتح کے
وقت اپنی شکست کی نسبت نہیں
سوچتا اور اقبال کے وقت ادبار
کا خیال نہیں رکھتا اور ترقی کے
وقت تنزل کے اسباب کو نہیں
مٹاتا اس کی ہلاکت یقینی اور اس
کی تباہی لازمی ہے۔

ہماری جماعت کی ترقی کا
زمانہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے
بہت قریب آگیا ہے اور وہ دن
دُور نہیں جبکہ افواج در افواج

لوگ اس سلسلہ میں داخل ہونگے
مختلف ملکوں سے جماعتوں کی
جماعتیں داخل ہوں گی۔ اور وہ
زمانہ آتا ہے کہ گاؤں کے گاؤں
اور شہر کے شہر احمدی ہوں گے۔"
(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء
انوارِ خلافت صفحہ ۱۰۹)

آؤ ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا آپ حافظ و ناصر ہو اور آپ کا عہد مبارک احمدیت اور اسلام کے غلبہ اور فتح کا عہد ہو۔ اللّٰھم آمین +

انجمن کی جانشینی کا مفہوم

غیر مبائع بھائیوں کے لئے قابلِ غور نکتہ

رسالہ الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ خلافت کی خوشخبری دی ہے اور جماعت کی ترقی کی بشارت بیان فرمائی۔ افرادِ جماعت کو وصیتیں کرنے کی ہدایت دی۔

غیر مبائع بھائیوں نے ۱۹۱۴ء میں خلافت سے برگشتگی اختیار کی اور وصیتوں کے عہد کو توڑ دیا۔ صرف انجمن کی جانشینی کے لفظ کو لے بیٹھے حالانکہ بات بالکل واضح تھی کہ یہ جانشینی تو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی تھی، حضرت خلیفہ اول مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کے چھ سالہ عہدِ خلافت میں بھی تھی۔ اس لفظ سے خلافت کا انکار کیونکر جائز قرار پا سکتا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجمن کے متعلق تحریر فرمایا ہے:-

> "چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اسلئے اس انجمن کو دنیا داری کے رنگوں سے بکلّی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔"
>
> (الوصیت صفحہ ۲۵)

ظاہر ہے کہ یہ الفاظ تو انجمن پر ایک روحانی بڑا اور عظیم ذمہ داری ڈالنے کے لئے لکھے گئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ انجمن کے ممبر دنیاداری کے رنگ سے الگ رہیں اور ان کا ہر معاملہ صاف اور انصاف پر مبنی ہونا چاہئے۔ یہ لفظ جانشینی تو ذمہ داری کے لئے مذکور ہے نہ کہ انجمن کے صاحبِ اقتدار ہونے اور خلیفۂ وقت کے حریف ہونے پر دلالت کرنے کے لئے۔ کیا غیر مبائع صاحبان اس نکتہ پر غور کریں گے؟ اگر وہ یہ بات ذہن نشین کر سکیں تو لفظ "جانشینی" کا مفہوم ظاہر و باہر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ارکانِ انجمن نیک اور متقی ہوتے چاہئیں۔ اس جگہ اس لفظ کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اب خلیفہ کی ضرورت نہیں +

(باقی کالم ۲ پر)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور

(مکرم جناب مولوی امین اللہ خان صاحب سالک سابق مبلغ امریکہ)

اے حافظِ اُمّ الکتب　　اے ناصرِ دینِ متین
اے نائبِ عیسیٰ نفس　　حضرت امیرالمومنین

اے نازشِ بزمِ جہاں　　اے نو بہارِ گلستاں
اے راحتِ قلب و نظر　　اے شاہِ مُلکِ قدسیاں

اے چشمۂ فیضِ ہُدیٰ　　اے مہر و ماہِ زندگی
وجہِ نشاطِ بے دلاں　　اے باعثِ فرخندگی

شُکرِ خداوندِ کریم　　تُو ہے امیرِ قافلہ
تُو رہبرِ موعود ہے　　تعبیرِ لفظِ نافلہ

اسلام کے بطلِ جلیل　　اے پیکرِ حُسن و کمال
اے اشجعِ عہدِ رواں　　اے صاحبِ رعب و جلال

اے محسن و رأفت شعار　　اے مہرباں اے محتشم
من از نگاہِ خاص تو　　عفو و عنایت یافتم

اے سیّد و آقائے من　　اے باعثِ صد افتخار
باوصفِ ایں جمع صفات　　یا للعجب! ایں انکسار

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا آسمانی خطاب "صادق"

۱۹۰۸ء میں ایک غیر مبائع بزرگ کا خواب

(مکرم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

سید اسد اللہ شاہ صاحب ایک غیر مبائع "بزرگ" تھے جن کے کشوف و الہامات کا غیر مبائعین میں چرچا رہتا ہے۔ ملک خدا بخش صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ محکمہ نہار نے رسالہ "روح اسلام" (جولائی ۱۹۵۷ء) میں ان کا ایک خواب شائع کیا تھا جس میں ان کو خلافت ثانیہ اور خلافت ثالثہ کے قیام کی ۱۹۰۸ء میں خبر دی گئی تھی۔

جناب ملک خدا بخش صاحب کے قلم سے اس اہم خواب کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہوئی تو اس وقت قادیان کے قریب ایک گاؤں میں گرداوری کر رہا تھا کہ ایک دوست جو کہ غیر احمدی تھا آکر کہنے لگا کہ شاہ صاحب آخر انگریزوں نے مرزا صاحب کو مروا ہی دیا۔ میں نے اس کا جواب دیا نہ انگریز نہ تم لوگ اس شیر کو مروا سکتے ہو اور نہ وہ مر سکتا ہے وہ برابر خدا کے فضل و کرم سے غزا رہا ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ حضرت میں مذاق نہیں کرتا میں ابھی سیدھا قادیان سے ہی آ رہا ہوں اور میں خود اُن کی نعش مبارک جو لاہور سے آئی تھی لوگوں کو دفناتے دیکھ کر آیا ہوں۔ یہ بات سن کر میں فوراً قادیان کو روانہ ہوا۔ اس وقت وہاں پہنچا جب شام ہو چکی تھی اور جماعت حضرت مولانا نور الدین صاحب کی بیعت کر چکی تھی۔ یہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کا دن تھا۔ میں اس وقت حضرت صاحب کی قبر پر جانا چاہتا تھا لیکن اندھیرے اور راستے کی خرابی سے بوجہ ڈھاب نہ جا سکا۔ خیر رات کو تہجد میں دعا کر رہا تھا تو خیال آیا حضرت مولوی نور الدین **کے بعد کون خلیفہ ہوگا اور آواز آئی بشیر الدین محمود احمد۔ مگر وہ آتے**

ہی مرتدع[1] ہو جائے گا۔ پھر میں نے کہا کہ اس کے بعد کون ہو گا؟ ایک نہایت ہی سریلی اور لمبی آواز آئی ــــ صادق"

(روح اسلام جولائی ۱۹۵۷ء صفحہ ۵۵)

اِس رؤیا سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں :-

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا اجماع شخصی خلافت پر ہوا۔

۲۔ سید اسد اللہ شاہ صاحب جیسے غیر مبائع بزرگ خلافت اولیٰ میں قطعی طور پر اس مسلک پر قائم تھے کہ آئندہ بھی شخصی خلافت ہی کا قیام ہو گا نہ یہ کہ انجمن خلیفۃ المسیح قرار پائے گی ورنہ ان کو آئندہ خلیفہ کے لئے دعا کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟

۳۔ خدا تعالیٰ نے آئندہ خلفاء کے ناموں کا انکشاف فرما کر یہ فیصلہ صادر فرما دیا کہ اس کی جناب میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقی جانشین انجمن نہیں بلکہ قدرتِ ثانیہ کے مظہر بعض وجود ہیں جو یکے بعد دیگرے ظاہر ہوں گے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں خلافتِ ثانیہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو متمکن کیا جانا پہلے سے مقدر تھا۔ چنانچہ آپ کے نام تک سے سید اسد اللہ شاہ صاحب کو بھی خبر دی گئی تھی۔

۵۔ خلافتِ ثانیہ کے بعد خلافتِ ثالثہ کا قیام بھی خدائی نوشتہ کے مطابق ہونا ضروری تھا۔

۶۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کو آسمان پر "صادق" کے خطاب سے نوازا گیا ہے جو خلافتِ ثالثہ کی حقانیت پر زبردست بُرہان ہے۔

اے کاش ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی خدائی ارشاد "کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ" کو پیشِ نظر جلد از جلد خلافتِ ثالثہ کے پرچم تلے جمع ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرتوں، برکتوں اور رحمتوں کے وارث ہوں ــــ

آمین ٭

---

[1] مرتدع ــــ وہ تیر جو نشانہ پر ٹھیک نہ لگے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت خلیفہ اوّل کے وصال پر جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کو پیشکش کی کہ وہ خلافت سے وابستہ رہیں اور جسے چاہیں خلیفہ منتخب کر لیں ہم سب اس کی بیعت کر لیں گے۔ اس غرض کے لئے حضور نے رات کے تیروں یعنی دعاؤں سے بھی مدد لی مگر آہ خدائی مشیت کے مطابق یہ تیر نشانہ پر نہ بیٹھے اور جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔ ان الفاظ میں قطعی طور پر اس حادثہ عظمیٰ کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ (شاہد)

اسلام میں خلافت کا نظام

(رقم فرمودہ سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ)

ذیل کا قیمتی مقالہ سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے الفرقان کے خلافت نمبر ۱۹۶۲ء کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ نے ماہنامہ الفرقان کی ہمیشہ حوصلہ افزائی اور قدر دانی فرمائی ہے اور ہر خاص نمبر میں اپنے رشحاتِ قلم سے نوازا ہے۔ اب آپ کی یاد میں ہم یہ مقالہ دوبارہ شائع کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ———— (ایڈیٹر)

محترمی مولوی ابو العطاء صاحب ایڈیٹر رسالہ الفرقان اور پرنسپل جامعہ احمدیہ نے مجھ سے باصرار خواہش کی ہے کہ رسالہ الفرقان کے خلافت نمبر کے لئے کوئی مضمون لکھ کر ارسال کروں۔ میں اسے سراسر خدا تعالیٰ کا فضل و احسان سمجھتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک حد تک تحریری خدمت کی توفیق دے رکھی ہے لیکن طبیعت کی موجودہ حالت میں اور اتنے تنگ وقت پر (کیونکہ مضمون کا مطالبہ آج شام یا کل صبح تک کا ہے) دلجمعی کے ساتھ مضمون لکھنا ممکن نہیں۔ پس میں فی الحال محض شرکت کے ثواب کی خاطر اور مولوی صاحب موصوف کی خواہش کے احترام میں ذیل کے مختصر نوٹ پر اکتفا کرتا ہوں۔ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَ نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ۔

خلافت کا مضمون موٹے طور پر مندرجہ ذیل شاخوں میں تقسیم شدہ ہے (۱) خلافت کی تعریف (۲) خلافت کی ضرورت (۳) خلافت کا قیام (۴) خلافت کی علامات (۵) خلافت کے اختیارات (۶) خلافت سے عزل کا سوال اور (۷) خلافت کا زمانہ۔ میں ان سب کے متعلق مختصر فقرات میں جواب دینے کی کوشش کروں گا۔ واللہ الموفق والمستعان۔

خلافت کی تعریف

سب سے اوّل نمبر پر خلافت کی تعریف کا سوال ہے یعنی یہ کہ خلافت سے مراد کیا ہے اور نظامِ خلافت کس چیز کا نام ہے؟ سو جاننا چاہیئے کہ خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی کسی کے پیچھے آنے یا کسی کا قائم مقام بننے یا کسی کا نائب ہو کر اس کی نیابت کے فرائض سرانجام دینے کے ہیں اور اصطلاحی طور پر خلیفہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اوّل وہ ربّانی مصلح جو خدا کی طرف سے دنیا میں کسی اصلاحی کام کے لئے مامور ہو کر مبعوث کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس معنی میں تمام انبیاء اور رسول خلیفۃ اللہ کہلاتے ہیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نائب ہونے کی حیثیت میں کام کرتے ہیں اور انہی معنوں میں قرآن شریف نے حضرت آدمؑ اور حضرت داؤدؑ کو

"خلیفہ" کے نام سے یاد کیا ہے۔ دوم وہ برگزیدہ شخص جو کسی نبی یا روحانی مصلح کی وفات کے بعد اس کے کام کی تکمیل کے لئے اس کا قائم مقام اور اس کی جماعت کا امام بنتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ بنے۔

خلافت کی ضرورت

دوسرا سوال خلافت کی ضرورت کا ہے یعنی نظامِ خلافت کی ضرورت کس غرض سے پیش آتی ہے؟ سو اس کے متعلق جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت و دانائی کے ماتحت ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے قانون طبعی کے ماتحت انسان کی عمر محدود ہے لیکن اصلاح کا کام لمبے زمانہ کی نگرانی اور تربیت چاہتا ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے نبوت کے بعد خلافت کا نظام مقرر فرمایا ہے تاکہ نبی کی وفات کے بعد خلفاء کے ذریعہ اس کے کام کی تکمیل ہو سکے۔ گویا جو تخم نبی کے ذریعہ بویا جاتا ہے اسے خدا تعالیٰ خلفاء کے ذریعہ اس حد تک تکمیل کو پہنچانے کا انتظام فرماتا ہے کہ وہ ابتدائی خطرات سے محفوظ ہو کر ایک مضبوط پودے کی صورت اختیار کر لے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت کا نظام در اصل نبوت کے نظام کی **فرع** اور اس کا تتمہ ہے۔ اسی لئے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم حدیث میں فرماتے ہیں کہ ہر نبوت کے بعد خلافت کا نظام قائم ہوتا ہے۔

خلافت کا قیام

چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کی فرع اور اس کا تتمہ ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس کے قیام کو نبوت کی طرح اپنے ہاتھ میں رکھا ہے تاکہ خدا کے علم میں جو شخص بھی حاضر الوقت لوگوں میں سے اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہو وہی مسندِ خلافت پر متمکن ہو سکے۔ البتہ چونکہ نبی کی بعثت کے بعد مومنوں کی ایک جماعت وجود میں آ چکی ہوتی ہے اور وہ نبوت کے فیض سے تربیت یافتہ بھی ہوتی ہے اسلئے خدا تعالیٰ خلافت کے انتخاب میں مومنوں کو بھی حصہ دار بنا دیتا ہے تاکہ وہ اس کی اطاعت بجا لانے اور اس کے ساتھ تعاون کرنے میں زیادہ شرح صدر محسوس کریں۔ اس طرح خلیفہ کا انتخاب ایک عجیب و غریب مخلوط قسم کا رنگ رکھتا ہے کہ بظاہر مومن انتخاب کرتے ہیں مگر حقیقۃً خدا کی تقدیر پوری ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ مومنوں کے دلوں پر تصرف فرما کر ان کی رائے کو اہل شخص کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں ہر جگہ خلفاء کے تقرر کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور بار بار فرمایا ہے کہ خلیفہ میں بناتا ہوں۔ اور اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق حدیث میں فرماتے ہیں کہ میرے بعد خدا اور مومنوں کی جماعت ابوبکرؓ کے سوا کسی اور شخص کی خلافت پر راضی نہیں ہوں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی رسالہ الوصیت میں یہی نکتہ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے خود حضرت ابوبکرؓ کو کھڑا کر کے مسلمانوں کی گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیا اور

حضرت ابوبکرؓ کی مثال پر خود اپنے متعلق بھی فرماتے ہیں کہ میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو خدا کی دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ اِن حوالوں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ گو بظاہر خلافت کے تقرر میں مومنوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے لیکن حقیقۃً تقدیر خدا کی چلتی ہے۔

خلافت کی علامات

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلافت کی علامات کیا ہیں جس سے ایک سچے خلیفہ کو شناخت کیا جاسکے؟ سو جاننا چاہیئے کہ جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ برحق کی دو بڑی علامتیں ہیں۔ ایک علامت وہ ہے جو سورۂ نور کی آیتِ استخلاف میں بیان کی گئی ہے یعنی لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا یعنی "سچے خلفاء کے ذریعہ خدا تعالیٰ دین کی مضبوطی کا سامان پیدا کرتا ہے اور مومنوں کی خوف کی حالت کو امن سے بدل دیتا ہے۔ یہ خلفاء صرف میری ہی عبادت کرتے ہیں اور میرے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے"۔ پس جس طرح ہر درخت اپنے ظاہری پھل سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح سچا خلیفہ اپنے اس روحانی پھل سے پہچانا جاتا ہے جو اس کی ذات کے ساتھ ازل سے مقدر ہو چکا ہے دوسری علامت حدیث میں بیان کی گئی ہے جو یہ ہے کہ استثنائی حالات کو چھوڑ کر ہر خلیفہ کا انتخاب مومنوں کی اتفاق رائے یا کثرت رائے سے ہونا چاہیئے کیونکہ گو حقیقۃً تقدیر خدا کی چلتی ہے مگر خدا نے اپنی حکیمانہ تدبیر کے ماتحت خلفاء کے تقرر میں بظاہر مومنوں کی رائے کا بھی دخل رکھا ہوا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یدفع اللّٰہ و یأبی المؤمنون یعنی نہ تو خدائی تقدیر ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کو خلیفہ بننے دے گی اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور کی خلافت پر راضی ہوگی۔ پس ہر خلیفۂ برحق کی یہ دو ہری علامت ہے کہ (۱) وہ مومنوں کے انتخاب سے قائم ہو اور (۲) خدا اپنے فضل سے اس کی نصرت اور تائید میں کھڑا ہو جائے اور اس کے ذریعہ دین کو تمکنت پہنچے۔ اس کے سوا بعض اور علامتیں بھی ہیں مگر اس جگہ اس تفصیل کی گنجائش نہیں۔

خلافت کی برکات

جیسا کہ اُوپر بتایا گیا ہے خلافت کا نظام ایک بہت ہی مبارک نظام ہے جس کے ذریعہ **آفتاب نبوّت** کے ظاہری غروب کے بعد اللہ تعالیٰ **ماہتاب نبوّت** کے طلوع کا انتظام فرماتا ہے اور الٰہی جماعت کو اس دھکے کے اثرات سے بچا لیتا ہے جو نبی کی وفات کے بعد نوزائیدہ جماعت پر ایک بھاری مصیبت کے طور پر وارد ہوتا ہے۔ نبی کا کام جیسا کہ قرآن شریف کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے تبلیغ ہدایت کے ساتھ ساتھ مومنوں کی جماعت کی دینی تعلیم ان کی روحانی و اخلاقی تربیت اور ان کی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے اور یہ سارے کام نبی کی وفات کے

بعد خلیفۂ وقت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں جس کا وجود جماعت کو انتشار سے بچا کر انہیں ایک مضبوط لڑی میں پروئے رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں نبی کا وجود جماعت کے لئے محبت اور اخلاص کے تعلقات کا روحانی مرکز ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ اتحاد اور یکجہتی اور باہمی تعاون کا زریں سبق سیکھتے ہیں اور خلیفہ کا وجود اس درسِ وفا کو جاری اور تازہ رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے وجود کو جو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی وجہ سے خلیفہ کے وجود کے ساتھ لازم وملزوم ہے ایک بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے اور اسے انتہائی اہمیت دی ہے اور جماعت میں انتشار پیدا کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے چنانچہ فرماتے ہیں مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی جو شخص جماعت سے کٹتا اور اس کے اندر تفرقہ پیدا کرتا ہے وہ اپنے لئے آگ کا رستہ کھولتا ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّيْنَ یعنی اے مسلمانو! تم پر تمام دینی امور میں میری سنت پر عمل کرنا اور میرے بعد میرے خلفاء کے زمانہ میں اُن کی سنت پر عمل کرنا بھی واجب ہوگا کیونکہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوں گے۔

پس خلافت کا نظام ایک نہایت ہی بابرکت نظام ہے جس کے ذریعہ جماعتی اتحاد اور مرکزیت کے علاوہ جس کی ہر نوزائیدہ جماعت کو بھاری ضرورت ہوتی ہے نبوت کا نور جماعت کے سر پر جلوہ افروز رہتا ہے اور یہ ایک بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی برکت ہے۔

خلافت کے اختیارات

اگلا سوال خلافت کے اختیارات سے تعلق رکھتا ہے۔ سو اس سوال کے جواب کو سمجھنے کیلئے بنیادی نکتہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خلافت ایک روحانی نظام ہے جس میں حکومت کا حق اُوپر سے نیچے کو آتا ہے۔ اور چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کی فرع ہے اور دوسری طرف شریعت ہمیشہ کے لئے مکمل ہو چکی ہے اسلئے جس طرح شریعت کے حدود کے اندر اندر نبوت کے اختیارات وسیع ہیں اسی طرح شریعت و سنتِ نبوت کی حدود کے اندر اندر خلافت کے اختیارات بھی وسیع ہیں یعنی ایک خلیفہ اسلامی شریعت کی حدود کے اندر اندر اور اپنے نبیٔ متبوع کی سنت کے تابع رہتے ہوئے الٰہی جماعت کے نظم ونسق میں وسیع اختیارات رکھتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے جمہوریت زدہ نوجوان اس بات پر حیران ہوتے ہیں کہ ایک واحد شخص کے اختیارات کو اتنی وسعت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے لیکن انہیں سوچنا چاہیئے کہ اوّل تو خلافت کسی جمہوری اور دنیوی نظام کا حصہ نہیں بلکہ روحانی اور دینی نظام کا حصہ ہے جس کا حق خدا تعالیٰ کے ازلی حق کا حصہ بن کر اُوپر سے نیچے کو آتا ہے اور خدا کا سایہ خلفاء کے سر پر رہتا ہے۔ دوسرے جب ایک خلیفہ کے لئے شریعت کی آہنی حدود معیّن ہیں اور نبی متبوع کی سنت کی چار دیواری بھی موجود ہے تو ان ٹھوس قیود کے ماتحت اس کے اختیارات کی وسعت پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ نبی کے بعد خلیفہ کا وجود یقیناً ایک نعمت اور رحمت ہے اور رحمت کی وسعت بہرحال برکت کا موجب ہوتی ہے

نہ کہ اعتراض کا۔ بایں ہمہ اسلام یہ ہدایت دیتا ہے کہ چونکہ خلیفہ کے انتخاب میں بظاہر لوگوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے اسلئے اسے تمام اہم امور میں مومنوں کے مشورہ سے کام کرنا چاہیئے۔ بیشک وہ اس بات کا پابند نہیں کہ لوگوں کے مشورہ کو ہر صورت میں قبول کرے لیکن وہ مشورہ حاصل کرنے کا پابند ضرور ہے تاکہ اس طرح ایک طرف تو جماعت میں ملی اور دینی سیاست کی تربیت کا کام جاری رہے اور دوسری طرف عام کاموں میں مشورہ قبول کرنے سے جماعت میں زیادہ بشاشت کی کیفیت پیدا ہو۔ لیکن خاص حالات میں وَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ کا مقام بھی قائم رہے یہ ایک بہت لطیف فلسفہ ہے ولکن قلیلًا ما یتفکّرون۔

خلافت سے عزل کا سوال

جن لوگوں نے خلافت کے مقام کو نہیں سمجھا

وہ بعض اوقات اپنی نادانی سے خلیفہ کے عزل کے سوال میں الجھنے لگتے ہیں۔ وہ دنیا کے جمہوری نظاموں کی طرح خلافت کو بھی ایک دنیوی نظام خیال کر کے حسبِ ضرورت خلیفہ کے عزل کا رستہ تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک انتہا درجہ کی جہالت کا خیال ہے جو خلافت کے حقیقی مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ حق یہ ہے کہ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے خلافت ایک روحانی نظام ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف کے ماتحت نبوت کے تتمہ اور تکملہ کے طور پر قائم کیا جاتا ہے اور گو اس میں مصلحتِ الٰہی سے بظاہر لوگوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے مگر حقیقۃً وہ خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت قائم ہوتا ہے اور پھر وہ ایک اعلیٰ درجہ کا الٰہی انعام بھی ہے۔ پس اس کے متعلق کسی صورت میں عزل کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے حضرت عثمانؓ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ **"خدا تجھے ایک قمیص پہنائے گا مگر منافق لوگ اسے اتارنا چاہیں گے لیکن تم اسے ہرگز نہ اتارنا"**۔ اس مختصر ارشاد میں خلافت کے بابرکت قیام اور عزل کی ناپاک تحریک کا سارا فلسفہ آجاتا ہے پھر نادان لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر باوجود اس کے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اس کے عزل کا سوال اٹھ سکتا ہے تو پھر نعوذ باللہ ایک نبی کے عزل کا سوال کیوں نہیں اٹھ سکتا؟ پس حق یہی ہے کہ خلفاء کے عزل کا سوال بالکل خارج از بحث ہے اور انبیاء کی طرح ان کے مزعومہ عزل کی ایک ہی صورت ہے کہ خدا انہیں موت کے ذریعہ دنیا سے اٹھا لے۔ خوب یاد رکھو کہ خلافت کے عزل کا سوال خلافت کے قیام کی فرع ہے نہ کہ ایک مستقل سوال۔ پس اگر یہ ایک حقیقت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اس نے بار بار اعلان فرمایا ہے اور جیسا کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ کے معاملہ میں صراحت فرمائی ہے تو عزل کا سوال کسی سچے مومن کے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسلام تو اس ضبط و نظم کا مذہب ہے کہ اس نے دنیوی حکمرانوں کے متعلق بھی جو محض لوگوں کی رائے سے یا وراثۃ کی صورت میں قائم ہوتے ہیں تعلیم دی ہے کہ ان کے خلاف سر اٹھانے اور

ان کے عزل کی کوشش کرنے کے درپے نہ ہو اِلَّآ اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا (سوائے اس کے کہ تم ان کے رویہ میں خدائی قانون کی صریح بغاوت پاؤ) تو کیا وہ خدا کے بنائے ہوئے خلفاء اور نبی کے مقدس جانشینوں کے متعلق عزل کی اجازت دے سکتا ہے؟ هیهات هیهات بما تؤمرون!

خلافت کا زمانہ بالآخر اس بحث میں خلافت کے زمانہ کا سوال پیدا ہوتا ہے سو ظاہر ہے کہ جب خلافت خدا کا ایک انعام ہے اور وہ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے آتی ہے تو لازماً اس کے قیام کی دو ہی شرطیں سمجھی جائیں گی۔ اوّل یہ کہ خدائے حکیم و علیم کے علم میں مومنوں کی جماعت میں اس کی اہلیت رکھنے والے لوگ موجود ہوں اور دوسرے یہ کہ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے اس کی ضرورت باقی ہو۔ اور چونکہ یہ دونوں باتیں خدا تعالیٰ کے مخصوص علم سے تعلق رکھتی ہیں اسلئے کسی دور میں خلافت کے زمانہ کا علم بھی صرف خدا کو ہی ہو سکتا ہے۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نبوت کے متعلق فرماتا ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ یعنی "اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کس کے سپرد کرے گا" اور چونکہ خلافت کا نظام بھی نبوت کے نظام کی فرع ہے اسلئے اس کے لئے بھی یہی قانون نافذ سمجھا جائے گا جو اس لطیف آیت میں نبوت کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ اب چونکہ حَيْثُ کا لفظ جو اس آیت میں رکھا گیا ہے۔ عربی زبان میں ظرف مکان اور ظرف زمان دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اسلئے اس آیت کے مکمل معنی یہ بنیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس بات کو بہتر جانتا ہے کہ نبوت اور اس کی اتباع میں خلافت پر کس شخص کو فائز کرے اور پھر کس عرصہ تک کے لئے اس انعام کو جاری رکھے؟ پس جب تک کسی الٰہی جماعت میں خلافت کی اہلیت رکھنے والے لوگ موجود رہیں گے اور پھر جب تک خدا کے علم میں کسی الٰہی جماعت کے لئے نبوت کے کام کی تکمیل اور اس کی تخم ریزی کے نشو و نما کی ضرورت باقی رہے گی خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور اگر کسی وقت ظاہری اور تنظیمی خلافت کا دور دبے گا تو اس کے مقابل پر اسلام کی خدمت کے لئے روحانی خلافت کا دور ابھر آئے گا اور اس طرح انشاء اللہ اسلام کے باغ پر کبھی دائمی خزاں کا غلبہ نہیں ہو گا وذٰلك تقدیر العزیز الحکیم ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ العزیز العظیم ٭

خاکسار

راقم

مرزا بشیر احمد

ربوہ

۲۷/۴/۵۲

خلافت کے متعلق غیر مبائعین کا غیر اسلامی موقف

غیر مبائعین کے تازہ اعتراضات کے جوابات

(۱)

چھ سال تک جماعت احمدیہ میں خلافت کو ماننے کے بعد، حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات پر غیر مبائعین نے خلافت احمدیہ کے خلاف خروج کیا اور آئندہ کے لئے خلفاء کے ماننے سے انکار کر دیا۔ غیر مبائعین (فریق لاہور) کا موقف سراسر غلط موقف ہے۔ اگر ان کے نزدیک جماعت احمدیہ میں خلافت نہیں تھی تو انہوں نے چھ سال تک حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفۃ المسیح الاوّل کیوں تسلیم کئے رکھا اور آپ کی بیعت کیوں کی اور یہ اعلان کیوں کیا کہ ہم انہیں "وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت" کے مطابق خلیفہ مانتے ہیں؟ ۱۹۱۴ء میں خلافت ثانیہ کے وقت ان کا اپنے اس طریق سے روگردانی کرنا اور خلافت کے خلاف خروج کرنا سراسر ناجائز اور ناروا ہے جس کے جواز کی کوئی وجہ وہ پیش نہیں کر سکتے۔

۱۹۱۴ء میں مرکز سلسلہ سے علیحدہ ہو کر لاہور پہنچنے پر ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء کو غیر مبائعین نے اپنے پہلے اجلاس میں یہ قرارداد پاس کی کہ:-

"صاحبزادہ (حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد) صاحب کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں ان کو داخل کریں لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت میں ہم انہیں امیر تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن اس کے لئے بیعت کی ضرورت نہ ہو گی اور نہ ہی امیر اس بات کا مجاز ہو گا کہ جو حقوق و اختیارات صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیئے ہیں اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا ہے اس میں کسی قسم کی دست اندازی

کرے"۔

(پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

اس کے معنے یہ ہیں کہ غیر مبایع صاحبان حضرت میرزا محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو ایسا خلیفہ یا امیر ماننے کے لئے تیار تھے جس کی نہ بیعت کی جائے اور نہ جسے انجمن کے معاملات میں دخل دینے کا اختیار ہو۔ حالانکہ وہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے متعلق مان چکے تھے کہ:۔

(الف) "حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"

(اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

(ب) "ساری قوم کے آپ مطاع ہیں اور سب ممبران مجلس معتمدین آپ کی بیعت میں داخل اور آپ کے فرمانبردار ہیں"۔ (پیغام صلح ۴ دسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۳)

اندریں صورت خلیفہ دوم کے بارے میں **عدم بیعت وغیرہ** کی شرائط لگانا سراسر ناجائز اور غلط بات تھی جو کسی طرح قابل قبول نہ تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جس پر یہ کہ غیر مبایعین نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنالی اور خلافت احمدیہ سے بغاوت پر کمربستہ ہو گئے۔ مولوی محمد علی صاحب یہ چاہتے تھے کہ خلیفہ انجمن کے ماتحت ہو جسے وہ جب چاہے معزول کر دیا کرے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

(۱) "ہمارے نزدیک انجمن حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی جانشین ہے اور وہ امیر یا **خلیفہ** کو مقرر بھی کر سکتی اور اسے **معزول** بھی کر سکتی ہے"

(۲) "انجمن کا اختیار ہے کسی کو ایک سال کے لئے مقرر کر دے یا دس سال کے لئے یا ساری عمر کے لئے"۔ (پیغام صلح ۱۲ مئی ۱۹۴۲ء)

گویا غیر مبایعین کا ابتدائی موقف یہ تھا کہ خلیفہ بیشک "ساری عمر کے لئے" بھی بنایا جائے مگر اسے مقرر کرنے والی اور معزول کرنے والی انجمن ہوگی اسی لئے وہ یہ شرط کرنا چاہتے تھے کہ خلیفہ کی بیعت ضروری نہیں ہوگی اور خلیفہ کو انجمن کے معاملات میں دخل دینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اسلام میں خلفاء راشدین کا یہ مقام نہیں ہوتا وہ تو ساری قوم کے مطاع ہوتے ہیں۔ پس غیر مبایعین کا یہ **غیر اسلامی موقف** ہی جماعت میں تفرقہ و شقاق کا موجب ہوا ہے اور انہوں نے ہی **ناحق ضد** کر کے جماعت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے لی ہے جس کے لئے وہ خدا کے سامنے جوابدہ ہیں۔ اگرچہ غیر مبایعین کا یہ موقف شریعت کے منافی تھا اور خود ان کے اپنے مسلک کے بھی خلاف تھا جو وہ چھ برس تک حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے بارے میں اختیار کر چکے تھے۔ تاہم انکے مندرجہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ اسوقت تک وہ جماعت کے کسی اور عقیدہ اور عمل سے اختلاف نہ رکھتے تھے۔ انکے مزعومہ "اختلافی مسائل" بعد کی پیداوار ہیں اصل جھگڑا انکا خلیفہ کے مطلع ماننے یا نہ ماننے کا تھا۔

(۲)

ہم نے الفرقان (مارچ ۱۹۶۷ء) کے اداریہ میں خلفاء راشدین

کے مقام کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:-

"اسلام کی تعلیم کے مطابق انبیاء، خلفاء راشدین اور مسلمان بادشاہ ہر سہ واجب الاطاعت ہیں۔ اپنے اپنے دائرہ میں ان کی اطاعت فرض اور ضروری ہے اور انکا مقابلہ کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔ اسلامی اصطلاح میں انبیاء کی اطاعت سے سرکشی کفر ہے، خلفائے راشدین کی اطاعت سے انحراف فسق ہے اور مسلمان بادشاہوں کا مقابلہ بغی ہے۔"

اس اسلامی واضح حقیقت کے بیان پر غیر مبائعین کا رسالہ "روح اسلام" بہت ناراض ہے، وہ اسے "پادریانہ استقامت اور فراست" قرار دیکر لکھتا ہے کہ:-

"الفرقان کے محترم مدیر نے اصل مسئلے کو الجھانے کے لئے پاپائی طرز استدلال سے کام لیا ہے اور انبیاء، خلفاء اور بادشاہوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کر کے یکساں واجب الاطاعت قرار دیا ہے حالانکہ خود ہی کفر، فسق اور بغی کے الفاظ سے اطاعت کے مراتب کی تعیین کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔" (روح اسلام اپریل ۱۹۶۷ء مش)

جب ہم نے اطاعت کے مراتب کی تعیین کر دی ہے تو "ایک ہی صف میں کھڑا کر کے یکساں واجب الاطاعت قرار دینے" کا اعتراض کیونکر درست ہے۔ ان کا یہ اعتراض تو خود متضاد بیان پر مشتمل ہے۔ جہاں تک واجب الاطاعت ہونے کا سوال ہے نبی بھی واجب الاطاعت ہے، خلیفہ بھی واجب الاطاعت ہے اور بادشاہ بھی واجب الاطاعت ہے لیکن ہر ایک کا مرتبہ و مقام علیحدہ علیحدہ ہے۔ حدیث نبوی علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین کو پیش کر کے ہم اپنے مقالہ میں واضح کر چکے ہیں کہ خلفاء راشدین واجب الاطاعت ہیں۔ بادشاہوں میں سے عادل بادشاہ کے واجب الاطاعت ہونے کا غیر مبائعین بھی انکار نہ کر سکیں گے۔ جابر بادشاہ کے متعلق بھی حضرت سید محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ نے لکھا ہے کہ:-

"امر بالمعروف اس طرح کرنا چاہیئے کہ مخالفت یا منازعت پیدا نہ ہو ایسی کہ حد بغاوت تک پہنچ جائے کیونکہ امام جابر کی بغاوت شرعاً جائز نہیں۔" (منصب امامت اردو ترجمہ صفحہ ۱۲۱)

غیر مبائع بھائیوں کو زیادہ غصہ اس بات پر ہے کہ ہم خلیفہ راشد کو واجب الاطاعت کیوں مانتے ہیں مگر ان کی یہ ناراضگی قرآن مجید اور احادیث سے ناواقفیت کی بناء پر ہے۔ ہم نے اس بارے میں آیات و احادیث کے حوالے الفرقان (مارچ ۱۹۶۷ء) میں شائع کر دیئے ہیں غیر مبائعین کو ان پر غور کرنا چاہیئے۔ مدیر "روح اسلام" لکھتے ہیں "قرآن حکیم نے کسی خلیفہ یا مسلمان کو **غیر مشروط** مطاع قرار نہیں دیا۔" "غیر مشروط مطاع" سے غیر مبائعین کی مراد کیا ہے اسے انہوں نے واضح نہیں فرمایا۔ آیت فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ سے شاید انہیں غلطی لگی ہے۔ اس آیت کے سباق کے مطابق واضح مفہوم یہ ہے کہ مسلمان اپنے باہمی تنازعات کو فیصلہ کیلئے خدا اور رسول کی طرف لوٹائیں۔ آیت کا پہلا حصہ یہ ہے أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ کہ تم اللہ کی اطاعت نیز رسول اور اولی الامر (خلفاء)

کی اطاعت کرو۔ اس آیت میں اولی الامر کی اطاعت کو رسول کی اطاعت ہی قرار دیا گیا ہے اور اسی کے مطابق حدیث نبوی میں آیا ہے مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ کہ جو میرے امیر کی اطاعت کرے گا وہ میری اطاعت کرنے والا قرار پائے گا پس آیت میں تَنَازَعْتُمْ سے مسلمانوں کے باہمی تنازعات مراد ہیں۔ اولوا الامر بہرحال خدا و رسول کا تابع ہے جس طرح رسول بہرحال خدا تعالیٰ کا تابع ہے۔ اس تابعیت سے مشروط و غیر مشروط مطاع کا استدلال بالکل غلط ہے ورنہ تو آیت کریمہ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ سے کوئی غیر مبائع رسول کو بھی مشروط مطاع قرار دیگا۔

مدیر روح اسلام لکھتے ہیں "بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ انصار کو حضرت صدیقؓ کے خلاف اُبھارتے تھے۔"

الجواب۔ ہمارے نزدیک ایسی روایات اسلام کے دشمنوں نے ایجاد کی ہیں اور وہی ان کو سوا دے رہے ہیں۔ مدیر صاحب ایسی کوئی صحیح روایت پیش نہیں کر سکتے۔

غیر مبائع ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب حضرت علیؓ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور بعض دوسرے اکابر نے تسلیم نہ کیا۔"

الجواب۔ یہ بیان بھی سراسر غلط ہے حضرت علیؓ نے تو خلافتِ صدیقی کے انتخاب کو اپنی خلافت کے لئے بطور دلیل پیش فرمایا ہے (نہج البلاغہ) اگر وہ اس انتخاب کو درست تسلیم ہی نہیں کرتے تھے تو اسے دلیل کس طرح بنا سکتے تھے؟ ان بزرگوں کا طوعاً بیعت کرنا بھی صحیح روایات سے ثابت ہے۔

مدیر روح اسلام نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے متعلق بعض عدالتوں میں مقدمات پیش ہوئے خلفاء نے یہ حیثیت کیوں اختیار نہ کی کہ کسی کو ایسا کرنے کی جرأت کیوں ہوئی ہم تو غیر مسئول ہیں۔"

الجواب۔ ذاتی لین دین کے معاملہ میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی ذات کے خلاف مقدمات پیش ہوئے ہیں۔ اس سے خلفاء راشدین کے مطاع ہونے پر کوئی حرف نہیں آتا۔ جو امر غیر مبایعین کیلئے خاص طور پر قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کی اطاعت کو اسلام نے لازمی قرار دیا ہے اور اسکے اوامر کو واجب الاتباع ٹھہرایا ہے۔

مدیر روح اسلام لکھتے ہیں "آپ اور ہم سب حضرت علیؓ کو خلیفہ راشد یقین کرتے ہیں کیا آپ کی نظر میں جن اصحاب کرام نے حضرت علیؓ سے جنگ کی تھی سب فاسق اور گنہگار تھے؟"

الجواب۔ آپ خود بھی تو بتا دیتے کہ کیا آپ کے نزدیک حضرت علیؓ سے لڑنے والوں نے بڑے ثواب کا کام کیا تھا؟ اگر ان بزرگوں کی اجتہادی غلطی نہ ہوتی اور پھر ان کا رجوع ثابت نہ ہوتا تو یقیناً یہ زیر الزام آتے کہ انہوں نے خلیفہ راشد سے جنگ کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کان الحق مع المرتضی فمن خالفه فی وقته فقد بغی وطغی کہ حق حضرت علیؓ کے ساتھ تھا جس نے ان کے عہدِ خلافت میں ان کی مخالفت کی وہ باغی اور طاغی قرار پائے گا۔

مدیر روح اسلام خلفاء راشدین کے سلسلہ میں

بھی غیر مبائعین کا مذہب بایں الفاظ درج کرتے ہیں کہ:-

"انہیں مسلمان الگ کر سکتے ہیں ان سے شدید
اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ ضرورت کے وقت
ان کے خلاف جہاد بھی کیا جا سکتا ہے' ان کی
اطاعت سے انحراف بھی ہو سکتا ہے اور اس سے
اسلام کا کچھ بھی نہیں بگڑتا بلکہ اسلام کا منشاء
پورا ہوتا ہے۔"

یہی باتیں خلفاء راشدین کے بدترین دشمن کہتے رہے ہیں اُنہی کی ہاں میں ہاں ملانا غیر مبائعین کا شیوہ بن گیا ہے میں ان لوگوں کو ایک صحابی حضرت حنظلہؓ کے ان کلمات کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو انہوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف فتنہ پردازوں کی حرکات کو دیکھ کر کہے تھے۔ فرمایا ؎

عَجِبْتُ لِمَا يَخُوْضُ النَّاسُ فِيْهِ
يَرُوْمُوْنَ الْخِلَافَةَ اَنْ تَزُوْلَ
وَلَوْ زَالَتْ لَزَالَ الْخَيْرُ عَنْهُمْ
وَلَاقَوْا بَعْدَهَا ذُلًّا ذَلِيْلًا
وَكَانُوْا كَالْيَهُوْدِ اَوِ النَّصَارٰى
سَوَاءٌ كُلُّهُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَا

ترجمہ۔ مجھے ان لوگوں کی گفتگو سے تعجب آتا ہے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خلافت جاتی رہے اگر وہ زائل ہو گئی تو ہر خیر و برکت دور ہو جائیگی اور یہ انتہائی ذلیل ہو جائیں گے اور پراگندگی میں یہود و نصاریٰ کی مانند ہو جائیں گے اور اسلامی صراطِ مستقیم سے بھٹک جائیں گے۔ (تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صـ۳)

مدیر روحِ اسلام نے ایک آخری بات یوں لکھی ہے کہ:-

"باقی رہی اطاعت بالمعروف۔ تو
اس سے کسے انکار ہے۔ اس طرح تو ایک
دفتر میں ہیڈ کلرک اور جماعت میں استاد
واجب الاطاعت ہوتا ہے کیونکہ اسکے
بغیر نظم و نسق قائم نہیں رہ سکتا۔"

کہاں خلفاء راشدین اور کہاں دفتر کا ہیڈ کلرک؟ کیا غیر مبائعین اپنے امیر کو ہیڈ کلرک کی طرح ہی سمجھتے ہیں؟ دفتر کے ہیڈ کلرک کو غیر مبائعین اپنے دائرہ میں واجب الاطاعت مانتے ہیں مگر خلیفۂ راشد کو اپنے دائرہ میں واجب الاطاعت نہیں مانتے۔ ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

اگر وہ خلفاء راشدین کو واجب الاطاعت تسلیم کر کے ان کی بیعت کر لیں تو آج ہی غیر مبائعین کا وجود ختم ہو سکتا ہے۔ وہ سب مبائعین ہوں گے۔ مگر ان لوگوں میں اسلامی رُوح کے خلاف جو تمرد اور سرکشی کارفرما ہے اس کی موجودگی میں ان کا رجوع الی الحق بظاہر مشکل نظر آتا ہے الّا ان یشاء اللہ وھو علیٰ ما یشاء قدیر وھو العزیز الحکیم ❊

موتیا روک
• موتیا روک موتیا بند کا
بلا اپریشن علاج ہے!
• موتیا روک دُھند، جالا، پھولا،
ککروں کے لئے بھی بے حد مفید ہے؛
• موتیا روک بینائی کو تیز کرتا ہے،
اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا؛
• موتیا روک آنکھ کی ہر مرض کیلئے
مفید رہے؛
بیت الحکمت لوہاری منڈی لاہور

(طابع و ناشر:- ابو العطاء جالندھری ٭ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

ماہنامہ "الفرقان" اور احباب کا فرض

• حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ارشاد:-

"میرے نزدیک الفرقان جیسا علمی رسالہ تیس چالیس ہزار بلکہ ایک لاکھ تک چھپنا چاہیئے اور اس کی بہت وسیع اشاعت ہونی چاہیئے۔" (الفضل ۵ رجنوری ۱۹۵۶ء)

• حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابلِ قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے محاسن پر بہت عمدہ طریق پر بحث کی جاتی ہے۔ ایک طرح سے یہ رسالہ اس غرض وغایت کو پورا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدنظر رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو ایڈیشن کے جاری کرنے میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش بڑی گہری اور خدا کی پیدا کردہ آرزو پر مبنی ہے کہ اگر ایسے رسالہ کی اشاعت ایک لاکھ بھی ہو تو پھر بھی دنیا کی موجودہ ضرورت کے لحاظ سے کم ہے پس مخیر اور مستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود خریدنا چاہیئے بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کے نام بھی جاری کرانا چاہیئے تا اس رسالہ کی غرض وغایت بصورت احسن پوری ہو اور اسلام کا آفتاب عالمتاب اپنی پوری شان کے ساتھ ساری دنیا کو اپنے نور سے منور کرے۔ (خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۱/۷/۵۹)"

(الفضل ۱۰ رجولائی ۱۹۵۹ء)

رسالہ کا سالانہ چندہ چھ روپے ہے!

مینیجر الفرقان ربوہ

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا